45

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 16۔ جون 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال 15-2014 پر عام بحث"

47

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا نواں اجلاس

سوموار،16۔جون2014

(یوم الاثنین،17۔شعبان المعظم 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا
إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ و جدل چاروں طرف اس میں بپا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منشی صاحب!

تعزیت

اقلیتی رکن بلوچستان کے قتل پر ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنا

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! بلوچستان میں ہمارے ایک ممبر اسمبلی کو بزدلانہ اور ظالمانہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے۔ ہم سب ان کے خاندان کے ساتھ ان کے دکھ میں شریک ہیں اور میری آپ سے درخواست ہے کہ اس ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب سپیکر: ہمارے جو معزز ممبر نے بات بتائی ہے وہ آج کے اخبارات اور کل ٹی وی میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ساتھی کو قتل کیا گیا۔ ہمیں ان کے اور ان کے خاندان کے ساتھ پوری طرح سے ہمدردی ہے لہذا ایوان میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

سرکاری کارروائی

بجٹ

سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 15-2014 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 19۔ جون 2014 تک جاری رہے گی اور میری کوشش ہو گی کہ ہر معزز ممبر کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم ممبران سے گزارش ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور انہوں نے ابھی تک اپنے نام نہیں بھجوائے وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بحث کے لئے مع تاریخ بھجوا سکتے ہیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں اور اب میں قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

Interruption will not bear. No body should interfere.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بجٹ پیش ہوا، یہ پاس بھی ہو جائے گا لیکن ایک سوال اپنی جگہ رہے گا اور رہا ہے۔ آیا اس بجٹ کی preparation میں، اس بجٹ کی تیاری میں اور اس بجٹ کی ترجیحات میں منتخب عوامی نمائندے چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن بنچوں سے، ان کا input کس حد تک اس میں شامل ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جو پچھلے 65,67 سال سے بیوروکریسی اور نوکر شاہی بنا رہی ہے یہ کسی طور پر بھی حقیقی معنوں میں عوام کے جذبات و احساسات، ان کی مشکلات، ان کے دکھوں کا آئینہ دار نہیں ہو سکتا۔ بد قسمتی سے یہاں اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں لیکن ان کا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ خدا کے لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہم سوچیں کہ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا مصرف کیا ہے؟ یہ صوبہ پنجاب کا جو سب سے اہم آئینی ادارہ ہے یہ اس کی توہین ہے کہ آپ بجٹ بیوروکریٹس سے بنوائیں، یہاں بجٹ پیش ہو، دو سے تین اور پانچ منٹ ہر ممبر اسمبلی اپنے دل کی بھڑاس نکالے، اس کے بعد وہ بجٹ پاس ہو جائے اور ہم گھروں کو چلے جائیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ تجاویز ایم پی ایز اور سٹینڈنگ کمیٹیوں سے finalize ہو کر پھر technical sanction کے لئے بیوروکریٹس کے پاس جانی چاہئیں۔ ہمارے ہاں یہاں بتیس کے قریب سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں جن میں ایجوکیشن، ہیلتھ، لوکل گورنمنٹ، انوائرنمنٹ، ایگریکلچر، اریگیشن بلکہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جب بجٹ اجلاس جون میں شروع ہوتا ہے تو اس سے چھ ماہ پہلے یعنی دسمبر میں یہ task ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس ہونا چاہئے۔ جس طرح منتخب نمائندے عوام کے لئے سوچ سکتے ہیں، اپنی عوام کی مشکلات کا جو درد انہیں ہوگا، اپنے صوبے کی ترقی کا جو فہم ان کو ہو گا وہ بیوروکریٹس کو کبھی نہیں ہو سکتا۔ چاہئے تو یہ کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس جائے، ان کے پاس سارے وسائل بھی ہوں، سارے مسائل بھی ان کے سامنے ہوتے ہیں اور ground realities بھی ان کے سامنے ہوتی ہیں تو وہ final proposals کر کے ٹیکنیکل سٹاف، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ میں بھجوا دیں اور وہ اس کی نوک پلک ٹھیک کر کے واپس سٹینڈنگ کمیٹی میں لے کر آئیں اور وہاں ڈیپارٹمنٹ کا یہ بجٹ پاس ہونا چاہئے لیکن المیہ یہ ہے کہ ان منتخب ممبران اسمبلی کو ان کے اصل کام سے ہٹا کر اس بیوروکریسی نے انہیں گلی، نالی، سڑک اور transfer posting کے پیچھے بھاگنے پر لگا دیا ہے۔ اصل کام قانون سازی، بجٹ سازی، وسائل کا استعمال، مسائل کا ادراک ہے۔ آج ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں کس لئے، کبھی ہم نے سوچا ہے؟ یہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ 6 ہزار میگاواٹ کا شارٹ فال ہے، آج energy crisis نے ملک کو برباد کر کے رکھ دیا ہے، سوئی گیس کا کیا

حال ہے؟اس کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور ہزاروں کے حساب سے CNG stations لگ گئے، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، کوئی روکنے والا نہیں تھا اور کوئی ٹوکنے والا نہیں تھا۔آج اگر 70 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے اور اگر آج لاء اینڈ آرڈر کی یہ situation ہے کہ day by day جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ یہ معزز ایوان، ہم لوگ، آپ لوگ اور ٹریژری بنچوں کے منتخب لوگ اور اپوزیشن کے منتخب لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا ادراک بھی نہیں ہے اور ہم ان ذمہ داریوں کو پوری کرنے کے لئے کوشش بھی نہیں کر رہے۔یہ لیڈرشپ کا کام ہے کہ وہ initiative لیں۔یہ مکھی پر مکھی مارنے کی فرسودہ روایات کو توڑ دیں اور اس سے آزاد ہو جائیں۔منتخب نمائندوں کو empower کریں اور اس ایوان کو empower کریں کہ وہ بجٹ بنائیں اور وہ اپنے وسائل اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے وہ میزانیہ ترتیب دیں تو وہ بجٹ عوامی خواہشات، جذبات اور احساسات کا آئینہ دار ہو گا۔بیوروکریسی یہ کبھی بھی نہیں چاہے گی اور جس کام سے ہم چھٹکارا چاہتے ہیں وہ چھٹکارا نہیں ہو رہا۔ میر تقی میر نے شاید اسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے کہا تھا کہ:

میر کیا خوب سادہ ہے وہ تھے بیمار جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

یعنی جس بیوروکریسی اور نوکر شاہی کو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سارے مسائل کی جڑ ہیں، یہ اسی بیوروکریسی کے بل بوتے پر سب کچھ کرنے چلے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہم اس پر۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! حزب اختلاف کے لیڈر نے شعر غلط پڑھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! بعد میں correction کر لیں گے۔آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں correction کر دیتا ہوں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر: حضرت! اب آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے ایک تمہیدی گفتگو کی ہے اور میں نے اپنے بھائیوں اور ارباب اختیار کو بھی احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ ان روایات کو بدلیں۔ ہم عوامی نمائندے سارا سال اس ایوان کے اندر آتے ہیں، ہم اپنے حقوق سے دستبردار نہ ہوں اور یہ ہمارا آئینی حق ہے کہ ہم بجٹ کے اندر اپنی input دیں اور وہ بجٹ ہمارے ذریعے سے بننا چاہئے، ہمارے ذریعے سے پاس ہونا چاہئے اور ہمارے ذریعے سے utilize ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے اندر جو بنیادی ذمہ داری کسی بھی حکومت کی ہو سکتی ہے وہ جان و مال کا تحفظ ہے اور صحت، تعلیم، خوراک اور رہائش وہ بنیادی چیزیں ہیں جو ایک شہری حکومت سے توقع کرتا ہے جو اس کا آئینی حق بھی ہے کہ حکومت یہ چیزیں اسے فراہم کرنے کے لئے بجٹ سازی کرے۔ یہاں پنجاب کے بجٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ پچھلے سال پنجاب کی شرح نمو 4.8 فیصد ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھول کر غلط فہمی سے 4.8 فیصد لکھ دیا گیا ہے۔ یہاں کوئی statistic نہیں ہے اور کوئی ادارہ نہیں ہے جس نے پنجاب کے بارے میں یہ کہا ہو کہ شرح نمو 4.8 فیصد ہے۔ ہر چیز تو deterrence کی طرف ہے، مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، دہشت گردی یہ ساری چیزیں، آپ کے ہاں شرح نمو 4.8 فیصد ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی 07-2006 کے economic survey of Pakistan کے مطابق پنجاب کی شرح نمو 7.5 فیصد تھی اور اگر پچھلے سات اور آٹھ سال کے بعد یہ growth rate ہے اور ہم نے کہا ہے کہ آئندہ وہ 5.5 فیصد ہو گی تو ہم نے یہ کوئی تیر نہیں مارا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ شرح نمو actual نہیں ہے جس کا کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ یہ صوبہ اس وقت 451۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو جب یہ حکومت ملی تو اس وقت 100۔ارب روپے surplus تھے۔ پچھلے سات سالوں میں یہ 451۔ارب روپے کے مقروض ہو رہے ہیں۔ اس بجٹ کے اندر 37۔ارب روپے کا مزید قرضہ اس سال foreign assistance کے نام پر شامل کیا گیا ہے۔ میں یہ

سمجھتا ہوں کہ اربوں روپے لے کر یا کھربوں روپے کا مقروض کر کے، پنجاب کے اندر پیدا ہونے والا ہر بچہ آج مقروض ہے۔ اس مقروض صوبے کی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ کے اندر جو ترجیحات ہونی چاہئیں تھیں ان ترجیحات کو نہیں اپنایا گیا اور پچھلے سال 290۔ارب روپے development کے لئے رکھا گیا تھا، حکومتی اعداد و شمار اور ہیں لیکن 9۔جون کو ایک انتہائی authentic اخبار "Dawn" لکھتا ہے کہ اس میں سے صرف 110۔ارب روپیہ utilize ہوا۔ یعنی جو development کے لئے پیسے رکھے گئے تھے اس میں سے 38 فیصد استعمال ہوئے اور باقی lapse ہو گئے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جب 38 فیصد کی figure آج سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے سامنے آئی ہو، مجھے کئی ڈیپارٹمنٹس کے اندر کچھ لوگوں نے کہا دھڑا دھڑ funds release ہو رہے ہیں، وہ پائپ لائن میں ہیں، اس ratio کو زیادہ show کرنے کے لئے کہ 60 فیصد بجٹ utilize ہو گیا ہے جبکہ (actual thirty eight percent) budget utilize ہوا ہے، یہ ہماری capacity کے اوپر ایک بہت بڑا question mark ہے کہ پنجاب کی یہ حکمران جماعت جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم بڑے experienced hand ہیں، ہمیں بڑا تجربہ ہے، ہمارے پاس بڑی ٹیمیں ہیں، ہمارے پاس بڑا vision ہے، ہمارے پاس بڑا network ہے، اس کی طرف سے 38 فیصد بجٹ کو utilize کرنا اور باقی بجٹ کو استعمال نہ کرنا یہ ایک انتہائی شرم کی بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ "انصاف" پوری بجٹ تقریر کے اندر موجود نہیں۔ پچھلی بجٹ تقریر کے اندر سادگی austerity کفایت شعاری پر ایک پورا chapter تھا۔ میں نے جب پچھلی بجٹ تقریر اور موجودہ بجٹ تقریر دیکھی تو میں بڑا محظوظ ہوا کہ بڑی خوبصورتی سے اس کو اڑا دیا گیا ہے، بڑی خوبصورتی سے اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ کسی جگہ سادگی، کفایت شعاری کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لفظ "انصاف" پوری بجٹ تقریر میں نہیں ہے، یہ تحریک انصاف سے اتنے allergic ہو گئے ہیں کہ اگر ایک پارٹی نے اپنا نام انصاف رکھ لیا ہے تو آپ نے لفظ "انصاف" کو ہی ترک کر دیا ہے، اس کا استعمال ہی آپ نے چھوڑ دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سادگی، کفایت شعاری اور انصاف کے الفاظ پچھلی بجٹ تقریر میں بار بار repeat ہوتے رہے اس دفعہ اگر تو یہ سہواً ہو گیا ہے تو وہ تو درست ہو سکتا ہے اگر deliberately ہو گیا ہے تو پھر مجھے وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کے عزائم ٹھیک نہیں لگتے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 14-2013 کے بجٹ میں 19 کروڑ 99 لاکھ 40 ہزار روپے رکھے گئے تھے لیکن جو خرچ ہوئے وہ 39 کروڑ 52 لاکھ روپے تھے، اس میں اضافہ کتنا ہے؟ 100 فیصد اضافہ ہے اور اس بجٹ تقریر میں ان کا دعویٰ یہ تھا کہ 30 فیصد وزیر اعلیٰ اپنے اخراجات

میں سے cut لگائیں گے یعنی 30 فیصد اخراجات کم کریں گے اور ایک سال کے بعد جو حقیقت ہمارے سامنے آئی ہے اس کے مطابق اس میں 100 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک مقروض صوبہ جو 450۔ ارب روپے کا مقروض ہے اس کا خادم اعلیٰ ہمیں 11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ میں پڑ رہا ہے یعنی 11 لاکھ روپے روزانہ وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ کا خرچہ ہے، یہ مقروض صوبے کا حال ہے۔ ہم جس نبی کے اُمتی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہمارے سامنے تھے، آقائے نامدار کی زندگی کو دیکھ لیجئے، خلفائے راشدین کی زندگی کو دیکھ لیجئے، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کو دیکھ لیجئے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ کہاں پر خرچ ہوتے ہیں؟ خادم اعلیٰ اس مقروض صوبے کے اوپر ترس کیوں نہیں کھاتے، رحم کیوں نہیں کھاتے، کیا آپ کا ایک لاکھ یا 50 ہزار روپے روزانہ میں گزارہ نہیں ہوتا؟ ترقی یافتہ ممالک کے اندر آپ جا کر دیکھ لیجئے، آپ وائٹ ہاؤس کو دیکھ لیں یا آپ باقی ترقی یافتہ ممالک کے وزرائے اعظم اور وزراء کے خرچوں کو جا کر دیکھ لیں۔ یہ تو اس ٹھاٹھ باٹھ سے خرچ کر رہے ہیں جیسے مال مفت دل بے رحم یعنی 11 لاکھ 11 ہزار روپے روزانہ آپ خرچ کر رہے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے خادم اعلیٰ کو کسی طرح سے زیب نہیں دیتا کہ وہ جو بات کہیں اس کے الٹ یعنی 30 فیصد کٹوتی کی بجائے 100 فیصد اضافہ اپنے سیکرٹریٹ کے اوپر لگائیں۔ ایک اور دلچسپ بات جو اس میں لکھی ہوئی ہے یعنی Entertainment and Gifts جس کے لئے ایک کروڑ 20 لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن خرچ ہوئے 3 کروڑ 82 لاکھ روپے۔ اب مجھے سمجھ نہیں آئی اس کی تفصیل میں ڈھونڈتا رہا ہوں، اخبارات میں ایک دن خبر پڑھی تھی کہ سرگودھا سے 30 لاکھ روپے کا کوئی گھوڑا لے کر ترکی بھیجا گیا ہے حالانکہ ترکی نسل کے گھوڑے تو پوری دنیا میں ضرب المثل ہیں، سرگودھا کے گھوڑے کی ترکی میں کیوں کمی محسوس کی جا رہی تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سرکاری کھاتے سے سرگودھا سے تیس لاکھ روپے کا گھوڑا لے کر ترکی بھجوا دیا اور ترکی کے گھوڑے جو پوری دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، انہیں اس بات کا خیال نہیں آیا کہ وہ لاکھ 2 لاکھ 4 لاکھ روپے کا کوئی اور تحفہ بھی دے سکتے تھے اور یہ کیا ہی بہتر ہوتا کہ وہ اسے اپنی گرہ سے دے دیتے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف اور ان کے خاندان کی بھی اتنی حیثیت تو ہے، وزیر اعلیٰ اپنی جیب سے ایک ارب روپے کا تحفہ بھی دے دیتے تو کوئی بات نہیں تھی لیکن یہ جو گفٹ کی مد میں پونے چار کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس وقت صوبے کے جو مالی حالات ہیں وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ اتنی خطیر رقم ہم تحفے تحائف اور اس قسم کے دوسرے اللوں تللوں پر خرچ کریں۔ یہ کسی مقروض صوبے کا وزیر اعلیٰ ایسا نہیں کر سکتا، اس کا یہ طرز

عمل کسی طور پر بھی سمجھ میں نہیں آتا۔اس طرح ایک اور بات بھی عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی میں نے وزیر اعلیٰ کو کہا تھا کہ آپ اپنا کوئی ایک مرکزی دفتر declare کریں اور کسی ایک جگہ دوسرا کیمپ آفس قائم ہو سکتا ہے۔جہاں پر کسی بھی وزیر اعلیٰ کے چار دفاتر چل رہے ہوں گے اور according to rules ان چار پانچ دفاتر کے اخراجات پنجاب کے ان غریب لوگوں کو برداشت کرنے پڑ رہے ہوں گے وہ کسی طور پر بھی اسلامی روایات کے مطابق نہیں ہے،اس غریب اور مقروض صوبے کے وزیر اعلیٰ کو کسی طور پر بھی یہ زیب نہیں دیتا۔۔۔

جناب سپیکر:میاں صاحب!ذرا بجٹ کی طرف آئیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ بات بجٹ کے اندر موجود ہے کہ کیمپ دفاتر میں اور دوسری چیزوں میں 100 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،اس کی وضاحت تو وہ اپنی تقریر میں کریں گے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ سب سے اہم بات ہے کہ ہمارے حکمران جو کہتے ہیں اس پر عمل کیوں نہیں کرتے،ان کے قول و فعل میں تضاد کیوں ہے؟وہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کیوں نہیں کرتے،اس غریب صوبے کے عوام کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟30 فیصد کٹوتی کرنے کی بجائے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے یہ کس طرح سے ہو گیا ہے؟میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ آپ مری میں بھی کیمپ آفس بنائیں،جاتی اُمرا میں بھی کیمپ آفس ہو،ایچ بلاک میں بھی کیمپ آفس ہو،8 کلب روڈ پر بھی آفس ہو،90 شاہراہ فاطمہ جناح پر بھی ہو،خدا کے لئے اس مقروض صوبے پر ترس کھائیں کوئی دو دفاتر اپنے declare کر دیں۔کم از کم اس سے کروڑوں روپے کے اخراجات جو ان سیکرٹریٹ پر خرچ آتے ہیں اس پر بچت ہو سکتی ہے۔اس کے ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ مالیاتی discipline،سادگی،کفایت شعاری جیسی چیزیں تو بجٹ تقریر سے نکال دی گئی ہیں۔بجٹ کے ساتھ جو وائٹ پیپر تھا میں اس کو دیکھ رہا تھا تو مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ یہ چار منظور نظر کون سے ایسے ہیں جنہیں 55 لاکھ 45 ہزار کی گرانٹیں دے دی گئی ہیں اور personal حیثیت میں دے دی گئی ہیں۔اس کی تفصیل میں آپ کو دے دیتا ہوں۔صفحہ نمبر 128 پر 45 لاکھ روپے شہباز ولد اسحاق،صفحہ نمبر 137 پر 50 لاکھ روپے افتخار خان ولد مختار خان اور اسی طرح صفحہ نمبر 134 پر 55 لاکھ روپے ثاقب علی کو دے دیئے گئے ہیں۔روشن ہسپتال گجرات میں پنجاب میں بسنے والی ہماری غریب بہن اور بیٹی جس کے ہاں دو نو مولود بچیاں پیدا ہوتی ہیں جس کی

delivery کے اخراجات اس کے پاس نہیں ہوتے وہ 32ہزار روپے میں اپنی دونوں بیٹیوں کو بیچ ڈالتی ہے، یہ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہم یہ لاکھوں کروڑوں روپیہ اپنے منظور نظر لوگوں میں بانٹ رہے ہیں اور ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ پنجاب کے ہسپتالوں کے اندر پنجاب کے دیہاتوں کے اندر پنجاب کے چوکوں اور چوراہوں میں، دور دراز علاقوں میں لوگ کس طرح سے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ discrimination ختم ہونی چاہئے، یہ کسی طور پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو زیب نہیں دیتا کہ چند مخصوص لوگوں کو یہ پچاس پچاس لاکھ، چالیس چالیس لاکھ، پچپن پچپن لاکھ روپے کے فنڈز یہاں پر دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو ایک روشن مثال ہونا چاہئے۔ اگر اب بھی نہیں ہوں گے تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی، چونکہ یہ کوئی پہلی یا دوسری دفعہ نہیں ہے بلکہ یہ چھٹی دفعہ ہے اب حکمرانوں کو بدل کر دکھانا ہوگا، یہ 85 سے شروع ہوئے پھر 88 میں، 90 میں، 97 میں، 2008 میں اور آج پھر حکمرانی ان کے حصے میں آئی ہے لیکن پنجاب کے اندر کیا تبدیلی آئی ہے، لوگوں کی زندگیوں میں کیا تبدیلی آئی ہے، کیا لوگوں کی غربت ختم ہو گئی ہے، کیا لوگوں کے مسائل حل ہو گئے ہیں، کیا لوگوں کو روزگار مل گیا ہے اور کیا لوگوں کے جان و مال محفوظ ہو گئے ہیں کچھ بھی نہیں ہوا؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کی سب سے اوّلین ذمہ داری لوگوں کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ بد قسمتی سے اس دن وزیر خزانہ یہاں پر بڑے خوشگوار موڈ میں یہ اعلان کر رہے تھے اور سب لوگوں کی طرف سے بڑی تالیاں بجائی گئیں کہ ہم نے پولیس کے بجٹ میں 16 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے 70۔ ارب 51 کروڑ روپے تھے اب یہ 81۔ ارب 68 کروڑ روپے ہو گئے ہیں یعنی 16 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ میں حکومتی بنچوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ یہ جس تیزی کے ساتھ پولیس کے بجٹ میں اضافہ کر رہے ہیں تو جرائم بھی اسی تیزی کے ساتھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پچھلے تیئس سالوں میں جرائم میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لیکن آپ ہر سال پولیس کا بجٹ پانچ 10۔ ارب روپیہ مزید بڑھا دیتے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اتنی خطیر رقم ان اداروں کو دینے کے بعد پنجاب کے اندر امن عامہ کی جو ایک مثالی صورتحال ہونی چاہئے تھی وہ نہیں ہے اور یہاں کیا حال ہے؟ پولیس کی اپنی ویب سائٹ کے مطابق مارچ 2013 تک پنجاب میں 87484 رجسٹرڈ کیسز آئے، مارچ 2014 میں 95435 رجسٹرڈ کیسز آئے ان میں 7951 کیسز کا اضافہ ہوا۔ 2014 میں 23440 کیسز میں ملزمان کو سزائیں ہوئیں۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، Please carry on

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ پولیس کی اپنی official website میں جرائم میں یہ اضافہ show کیا گیا ہے۔اس میں سب سے تشویشناک بات یہ ہے کہ 21297 لوگ quit ہو گئے یعنی ناقص تفتیش اور ناقص prosecution کی وجہ سے انہیں سزائیں نہیں ہو سکیں۔ جنسی تشدد کے واقعات روزانہ کا معمول ہیں ان سے روزانہ اخبارات بھرے ہوتے ہیں لیکن ان کی روک تھام کے لئے پولیس سنجیدہ نظر آتی ہے اور نہ ہی دیگر ادارے سنجیدگی کے ساتھ کوئی کوشش کر رہے ہیں۔ جنسی تشدد کے واقعات میں ہر سال 22 فیصد اضافہ ہو رہا ہے، پچھلے سال فیصل آباد اس معاملے میں سر فہرست رہا جہاں زیادتی اور جبری آبروریزی کے 1038 کیسز درج ہوئے اور پورے پنجاب میں اس کا پہلا نمبر رہا۔

جناب سپیکر! میں اس شہر لاہور کے انتہائی خوفناک حالات کے بارے میں تھوڑا سا data اس ایوان کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ شہر لاہور میں جرائم کے اندر پچھلے ایک سال میں 85 فیصد اضافہ ہوا ہے۔(شور وغل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان in order کرائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ڈکیتی کی وارداتوں میں 39.4 فیصد اضافہ ہوا ہے، خونی ڈکیتی میں 140 فیصد اضافہ ہوا ہے اور پولیس مقابلوں میں 416 فیصد اضافہ ہوا ہے---

MR SPEAKER: Order please. Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لاہور شہر کے 84 تھانوں میں سے 57 تھانے ایسے ہیں جن میں سزا یافتہ پولیس افسران بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک پہلو ہے کہ یہ صوبائی دارالحکومت ہے اور حکومت کو یہاں پر 84 دیانتدار، نیک اور باصلاحیت پولیس افسران میسر نہیں ہیں۔ میرے پاس ان تھانوں اور ان افراد کی پوری فہرست پڑی ہے کہ وہ 57 افراد جو کسی نہ کسی الزام کی وجہ سے معطل ہوئے، نوکری سے برخاست ہوئے، قبضہ گروپوں کی سرپرستی کرتے ہوئے پائے گئے، رنگے ہاتھوں رشوت لیتے ہوئے پائے گئے وہ معطل ہوتے ہیں پھر بحال ہو کر دوبارہ ان تھانوں کے اندر تعینات ہو جاتے ہیں۔ اگر 84 میں سے 57 تھانوں کے اندر سزا یافتہ افراد تعینات ہیں تو لاہور کے اندر جو اودھم مچا ہوا ہے، جو ڈکیتیاں، جو چوریاں، جو پرس snatching، موبائل snatching اور اغواء

برائے تاوان کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں وہ سمجھ میں آتی ہیں کہ جن لوگوں نے ان کو کنٹرول کرنا ہے ان کا دھیان مال بنانے کی طرف لگا ہوا ہے، ان کا دھیان قبضہ کرنے پر لگا ہوا ہے، اگر ان کا دھیان رشوت اکٹھی کرنے پر لگا رہا تو پھر جرائم کنٹرول نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو سچ بتا رہا ہوں کہ آج 50 فیصد جرائم کی ایف آئی آرز رجسٹرڈ نہیں ہو رہیں لوگ تھک ہار کر گھر بیٹھ جاتے ہیں وہ ایف آئی آر کے لئے جاتے ہیں لیکن دوسرے تیسرے چکر کے بعد ایم این اے یا ایم پی اے کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں یا مسلم لیگ (ن) کے کسی لیڈر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں یا کسی پولیس افسر کی کوئی سفارش ڈھونڈتے ہیں اور اس کے بعد وہ بھی قسمت یاوری کرے تو ان کی ایف آئی آر درج ہوتی ہے ورنہ ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ عام شریف آدمی جس کے ساتھ اس طرح کا کوئی بھی حادثہ ہو جاتا ہے وہ صبر شکر کر کے گھر بیٹھ جاتا ہے کہ میرا جو نقصان ہو گیا ہے وہ تو ہو گیا لیکن آئندہ جس اذیت اور جس کیفیت سے مجھے گزرنا ہے، میرا جو وقت برباد ہونا ہے اور پولیس والوں نے مجھے کہنا ہے کہ ملزم کو پکڑنا ہے گاڑی لے کر آؤ۔ میرا جتنا نقصان ہوا ہے مجھے اتنے پیسے پولیس والوں کو دینا پڑیں گے اور پھر بھی بے یقینی کی کیفیت ہو گی کہ مجھے میرا حق ملتا ہے یا نہیں؟ اگر ایف آئی آر درج ہو جائے تو اس کی انوسٹی گیشن نہیں ہوتی، اگر کسی طرح سے انوسٹی گیشن ٹھیک ہو جائے تو prosecution، عدالتی نظام اور ہمارا Criminal Justice System ایسا ہے کہ جس میں ایک عام آدمی دوسری اور تیسری نسل تک دھکے کھاتا رہتا ہے لیکن اس کو relief یا انصاف نہیں ملتا۔ کیا امر واقع یہی نہیں ہے، کیا ہم اپنے دل کے اُوپر ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہتے کہ واقعی اسی طرح سے ہے؟ لوگ بیس بیس، تیس تیس سالوں سے ان عدالتوں کے اندر دھکے کھا رہے ہیں۔ مجسٹریٹس، سول عدالتوں، سیشن عدالتوں، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے اندر لوگ دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ حکومت کہاں سو رہی ہے؟ جب تک عام آدمی کو انصاف کی فراہمی کے لئے کوئی انقلابی اور visionary قدم نہیں اُٹھایا جاتا اس وقت تک یہ حالات جُوں کے تُوں رہیں گے۔

جناب سپیکر! حالات کی بہتری کے لئے یہاں پر ایلیٹ فورس بنائی گئی۔ اس ایلیٹ فورس کے دو سو جوان آج اسلام آباد کی disposal پر ہیں۔ اسلام آباد وفاقی دارالحکومت ہے لیکن صوبہ پنجاب کے جب اپنے حالات اتنے بُرے ہیں تو یہ دو سو ایلیٹ کے سپاہی وہاں دینے کی کوئی منطق مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ police rule 21-A کے تحت ایلیٹ فورس کی نفری محکمہ کی مجموعی تعداد کی دس فیصد ہونی چاہئے لیکن یہاں صرف ساڑھے سات ہزار ایلیٹ فورس کے جوان ہیں جبکہ رولز کے مطابق نفری اور ایلیٹ فورس کی تعداد سترہ ہزار ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تین روز قبل پنجاب کے چیف جسٹس صاحب نے ایک تقریب کے اندر کھڑے ہو کر on record یہ بات کہی کہ نوے فیصد قتل کے مقدمات میں ناقص investigation and prosecution کی وجہ سے لوگوں کو سزا نہیں ہوتی اور وہ بچ جاتے ہیں۔ کسی صوبہ کی عدلیہ کے سربراہ کی طرف سے اس طرح کے remarks اس پورے سسٹم کے اُوپر ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر پولیس کو اس کے اصل کام سے ہٹایا جائے گا تو پھر یہی کچھ ہوگا، اگر سیاسی مخالفین کے جلسے جلوسوں کو روکنے کے لئے پولیس ہر وقت کمر بستہ رہے گی تو پھر یہی کچھ ہوگا اور اگر تقرر اور تبادلے merit کی بنیاد پر نہیں ہوں گے تو پھر یہی کچھ ہوگا۔ میں اکثر اخبارات کے اندر پڑھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈی پی او اور سی سی پی او کی تقرری کے لئے فلاں فلاں افسران کا انٹرویو لیا۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ تو وزیر اعلیٰ پنجاب کا کام نہیں ہے۔ یہ کام تو آئی جی پولیس پنجاب کا ہے۔ خان بیگ صاحب فارغ ہو گئے ہیں۔ پچھلے ایک سال میں مجھے ان کے دفتر جانے کا دو مرتبہ اتفاق ہوا۔ میں ان کے پاس کچھ عوامی مسائل کے حوالے سے گیا تھا۔ میں اس وقت بھی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا کہ جس پولیس کا سربراہ اتنا بے بس دکھائی دے کہ وہ آزادانہ طور پر ایک انوسٹی گیشن نہ بدل سکے تو وہ امن وامان کو کیسے کنٹرول کر سکے گا؟ میں بطور قائد حزب اختلاف دو مرتبہ کسی مسئلہ کے حوالے سے ان کے پاس گیا اور وہ مجھے بے بس دکھائی دیئے تو میں ان کی بے بسی دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ اب انہیں ایک سال کے بعد تبدیل کر دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نئے آئی جی پولیس کو آپ تمام اختیارات دے دیجئے۔ وزیر اعلیٰ ڈی پی او یا سی سی پی او صاحبان کے انٹرویو نہ کریں بلکہ آئی جی پنجاب پولیس خود ان کے انٹرویو، تقرری اور تبادلے کرے۔ یہ کام وزیر اعلیٰ کی شایان شان نہیں ہے۔ آپ آئی جی پنجاب پولیس کو empower کریں اور اس سے کہیں کہ مجھے صوبے میں امن چاہئے۔ آئی جی سے کہیں کہ ڈکیتی، قتل، چوری اور ریپ کی وارداتیں ختم ہونی چاہئیں۔ آئی جی پولیس جس کو چاہیں پورے پنجاب میں تعینات کر لیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہوگی تو پھر حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ اگر تقرری اور تبادلوں کا سلسلہ اسی طرح جاری رہنا ہے تو پھر مجھے حالات کی بہتری کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! امن وامان کے بعد سب سے اہم شعبہ تعلیم کا ہے جو کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 25(A) کے تحت ریاست پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔ سب دوست جانتے ہیں کہ ہمارے

صوبہ میں تعلیم کی صورتحال کیا ہے۔ ہماری اس حکومت نے تعلیم جیسے انتہائی اہم شعبہ کو پرائیویٹ سیکٹر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ یہاں چار قسم کے نظام ہائے تعلیم چل رہے ہیں۔ ایک طرف گرائمر سکولز ہیں، دوسری طرف ایچی سن، Choueifat اور امریکن سکولز ہیں، تیسری طرف عام سرکاری سکول جسے ٹاٹ سکول کہتے ہیں اور چوتھی طرف دینی مدارس ہیں۔ یہ چاروں جس طریقے سے تعلیم دے رہے ہیں اس سے قوم پیدا نہیں ہو رہی بلکہ مختلف طبقات پیدا ہو رہے ہیں۔ ہماری حکومت کو کب ہوش آئے گا کہ وہ یہاں پر یکساں نظام تعلیم لے کر آئے؟ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ پچھلے سال شعبہ تعلیم کے لئے اتنا بجٹ تھا اور اس مرتبہ ہم نے اتنا اضافی بجٹ مختص کیا ہے جبکہ اس مسئلہ کی depth and gravity کا کسی کو اندازہ نہیں ہے۔ یہاں پر پرائیویٹ تعلیمی اداروں نے جو لوٹ مچا رکھی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ آٹھ آٹھ، دس دس، بیس بیس ہزار روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔ مائیں اپنے زیورات بیچ کر، کمیٹیاں ڈال کر اور جو سرکاری ملازم ہیں وہ کرپشن کر کے فیس ادا کر رہے ہیں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ کسی اچھے سکول میں تعلیم حاصل کرے۔ اگر یہ نظام اسی طرح سے چلتا رہنا ہے اور حکومت نے اس جانب توجہ نہیں دینی تو پھر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حالات بہتری کی طرف نہیں جا سکتے۔ وزیر خزانہ نے یہاں دعویٰ کیا کہ ہم نے ضلعی اور صوبائی سطح پر 273۔ ارب روپے تعلیم کی مد میں رکھے ہیں۔ یہ ایک jugglery ہے۔ اس میں ترقیاتی منصوبے، تنخواہیں اور سروسز کے اخراجات بھی شامل ہیں یعنی 80 فیصد رقم تو ادھر خرچ ہو جائے گی اور باقی بیس فیصد جو کہ 48.31۔ ارب روپے بنتے ہیں۔ یہ رقم پنجاب کی تعلیم سے وابستہ تمام سرگرمیوں پر خرچ ہو گی۔ یہ ان کے اپنے دیئے ہوئے اعداد و شمار ہیں۔ اس وقت پنجاب میں سرکاری سکولوں کی تعداد 57998 ہے۔ ان میں سے ایسے سکول جن کی عمارتیں مکمل ہیں اور وہاں پر دوسری سہولتیں بھی میسر ہیں ان کی تعداد 11123 ہے۔ یہ کل سکولوں کی تعداد کا اٹھارہ فیصد ہے۔ اسی طرح چار دیواری کے بغیر سکولوں کی تعداد 8060 ہے جو کہ تقریباً پندرہ فیصد بنتے ہیں۔ جہاں پر پینے کا صاف پانی میسر نہیں ان کی تعداد چھ ہزار ہے جو کہ دس فیصد بنتے ہیں۔ ایک کمرہ پر مشتمل سکولوں کی تعداد چار ہزار ہے جو کہ ساڑھے چھ یا سات فیصد بنتے ہیں۔ راولپنڈی جیسے شہر میں چوبیس فیصد سکولوں میں پینے کے پانی کی سہولت میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر جو رقم انہوں نے development کے لئے رکھی ہے اس میں پرائمری اور quality ایجوکیشن کے لئے یہ رقم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ ایک میٹرو بس چلاتے ہیں تو اس کے لئے 40۔ ارب روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ آپ ملتان کو دوسری

میٹرو بس دے رہے ہیں۔ جس پر 34۔ارب روپیہ خرچ آئے گا۔ یہ پورے صوبہ کے کروڑوں بچوں اور قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ قومیں میٹرو بسوں، فلائی اوورں اور انڈر پاسز سے ترقی نہیں کرتیں بلکہ تعلیم سے ترقی کرتی ہیں۔ آپ نے ایک میٹرو بس جتنا بجٹ پورے پنجاب کو دے کر فارغ کر دیا۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ISAP اور Institute of Policy Studies کے سروے کے مطابق اس وقت پنجاب میں ایک کروڑ 20 لاکھ بچے school going age کے ہیں انہیں سکولوں میں بھیجنے کے لئے کسی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ آپ چار پانچ دانش سکول بنا کر فارغ ہو گئے ہیں کہ بس اب دانش سکول بن گئے ہیں اور وزیر تعلیم نے بڑے فخر کے ساتھ کہا کہ تین بچیوں نے امریکہ کے فلاں کالج میں سائنس میں پوزیشن لی ہے۔ وہ اربوں روپیہ خرچ کرکے ہم اُن تین بچیوں کو تیار کر سکے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر جا کر کوئی پوزیشن لی ہے۔ جنرل رزلٹ کیا ہیں؟ آپ compare کر کے دیکھیں، میرا چیلنج ہے کہ دانش سکولوں پر جتنی رقوم لگی ہیں اُن کے results اُس کے عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دوبارہ دانش سکولوں کو اربوں روپیہ دے رہے ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے Constitution کا article پڑھ کر سُنایا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں کا سکولوں سے باہر ہونا آئین کی حکم عدولی ہے یعنی یہ کام آئین کے خلاف ہو رہا ہے۔ ان بچوں کو تو آپ سکولوں میں نہیں بھیج سکے لیکن آپ نے دانش سکولوں کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھ لیا ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ سکولوں، بچوں، عمارات، نصاب تعلیم اور اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا کیڈر، انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں لکھا کہ ہم نے میرٹ پر ایک لاکھ ٹیچر بھرتی کر لیا۔ آپ ٹیچرز کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں وہ کسی مہذب قوم کو زیب نہیں دیتا۔ آپ ٹیچرز کو اپنا زر خرید غلام سمجھتے ہیں۔ ڈینگی مہم ہو تو ٹیچرز کو پکڑ لیتے ہیں، یوتھ فیسٹیول میں بھی ٹیچرز، پولیو ویکسینیشن ہو تو بھی ماسٹرز، سرکاری سیاسی جلسے ہوں تو ٹیچرز کو لے کر آئیں۔ خدا کے بندو، یہ کوئی ٹیچرز کے کرنے کے کام ہیں؟ یہ قوم کے معمار پیدا کرنے والے لوگ ہیں۔ دنیا کے اندر کہیں یہ نہیں ہوتا۔ اُستاد کی سب سے زیادہ عزت ہوتی ہے لیکن یہاں پر اساتذہ کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ شرمناک ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اساتذہ کو real sense میں قوم کا معمار بنانے کے لئے اُنہیں کسی طریقہ سے بھی سرکاری حکم کے تحت استعمال کرنا اور ہماری طرف سے اُنہیں دی جانے والی non-academic duties ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! اپریل 2014 میں رانا مشہود احمد خان نے اساتذہ کے مسائل کو address کرنے کے حوالہ سے ایک کمیٹی بنائی۔ ٹیچرز کا وفد میرے پاس بھی آیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے یہ یہ مسائل ہیں۔ اُن میں سے ایک اہم مسئلہ جس کا ابھی میں نے ذکر کیا کہ جو بھی سرکاری مہم آتی ہے اُس کے حوالہ سے ماسٹر کو پیغام چلا جاتا ہے کہ ماسٹر صاحب! اتنے بچے لے کر فلاں جگہ پر پہنچو۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اُس کمیٹی نے ٹیچرز کے ساتھ ایک آدھ ملاقات کی اور اُس کے فوراً بعد سید سجاد اکبر کاظمی، صدر پنجاب ٹیچرز یونین کو suspension کے آرڈر جاری ہو گئے۔ یہ جمہوری روّیہ نہیں ہے، یہ روّیہ چلنے والا نہیں ہے۔ جب تک آپ کسی ٹیچر کو اُس کی عزت و توقیر نہیں دیتے، اُن کے مسائل حل نہیں کرتے اور وہ یکسو ہو کر اپنے کام کے اوپر توجہ نہیں دیتے تب تک ہمارے تعلیم کے نظام کو کسی صورت پر بھی progressive نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک میں energy کے حوالہ سے بہت شور وغل ہے۔ پوری قوم آج لوڈشیڈنگ کو بھگت رہی ہے۔ ہماری موجودہ حکومت، ہمارے محترم وزیراعظم، محترم وزیر اعلیٰ کے بڑے دعوے ہیں۔ ہمیں چھ ماہ کا ٹائم دیا، دو سال کا ٹائم بھی دیا، اب 2017 تک انتظار کی دعوت دے رہے ہیں۔ انہوں نے اس سال energy کے لئے 31۔ارب روپیہ مختص کیا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ پوری دنیا میں تھرمل پاور جنریشن کو discard کیا جا رہا ہے کیونکہ کوئلہ کے ذریعے سے بجلی پیدا کرنا انتہائی مہنگا پڑتا ہے اور انتہائی خطرناک بھی ہے جس سے environmental problems پیدا ہوتے ہیں۔ کوئلہ یہاں نہیں ہے کوئلہ روس، چین یا پھر انڈیا سے آنا ہے۔ وہاں سے کوئلہ کا ایک ٹرک جب چلے گا تو اُس پر کرایہ اتنا لگے گا کہ وہ ٹرک آدھا ہو جائے گا۔ اُس کوئلہ سے بہت مہنگی بجلی پیدا ہو گی اور ہمارے حکمرانوں کا زیادہ تر focus تھرمل پاور جنریشن کے اوپر ہے۔ نیوکلئر چشمہ پاور پلانٹ پر 7 روپیہ فی یونٹ کے حساب سے بجلی پیدا ہوتی ہے تو یہ نیوکلئر پاور جنریشن کی طرف کیوں نہیں آتے؟ چشمہ بیراج کے انجینئرز سے میری بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں تو گورنمنٹ فنڈز نہیں دیتی تو ہم اس پر کیسے initiative لے سکتے ہیں؟ مرکزی حکومت نے 525۔ارب روپیہ کے ٹوٹل بجٹ میں سے 115۔ارب روپیہ پاور جنریشن کے لئے رکھا جس میں سے 25۔ارب روپیہ بھاشا ڈیم اور داسو ڈیم کے لئے رکھا ہے اور ابھی تک اُن کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی۔

جناب سپیکر! اب میں کالا باغ ڈیم کے حوالہ سے بات کرنے لگا ہوں۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کبھی یہ پنجاب کا issue ہوا کرتا تھا۔ پنجاب کے موجودہ حکمران بڑی حسرت سے

کہتے تھے کہ مرکز میں بھی جب ہماری حکومت ہو گی تو ہم اس مسئلہ کو sort out کریں گے۔ سب سے جلدی اور سب سے سستی بجلی کالا باغ ڈیم سے پیدا ہو سکتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ پنجاب کے حکمرانوں کی طرف سے اس حوالہ سے کوئی initiative نہیں ہے کہ وہ وزیر اعظم کو اس بات پر آمادہ کریں کہ دوسرے صوبوں کے اندر اگر اس issue پر unrest ہے اور اگر ماضی میں یہ issue, politicize ہو گیا ہے اور لوگوں کو اس سے شکایات پیدا ہو گئی ہیں تو پنجاب حکومت کو آگے بڑھ کر یہ initiative لینا چاہئے تھا لیکن پچھلے ایک سال کے اندر پنجاب کی طرف سے اس حوالہ سے کوئی activity ہوئی نہ پنجاب نے مرکزی حکومت سے کہا کہ وہ اس مسئلہ کو take up کرے اور ہم دوسرے صوبوں سے افہام و تفہیم کے ساتھ dialogue کریں اور ہم انہیں convince کرنے کی کوشش کریں کہ وہ کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو عملی طور پر دیکھیں کہ اُس کے نقصانات کیا ہیں اور فوائد کیا ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کریں اور دوسروں کا بھی خیال کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! ابھی تو میری آدھی تقریر بھی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! آپ کی نہروں میں پندرہ سے بیس ہزار کیوسک پانی ہے۔ یہاں پر حکومت کی ترجیح ہونی چاہئے تھی اور میں وزیر خزانہ کو اب بھی مشورہ دوں گا کہ آپ اس طرف آئیں جہاں بارہ چودہ فٹ کی fall بنتی ہے وہاں پر دو سو میگاواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ 40 فیصد line losses میں کمی نہیں ہوئی، بجلی چوری پر قابو نہیں پایا گیا، ہم default کرتے ہیں اور سرکاری محکمے سب سے بڑے defaulter ہیں۔ ہم پنجاب کے اندر بازاروں کو شام سات آٹھ بجے بند کر سکتے تھے۔ اگر ہم اس حکم پر سختی سے عملدرآمد کراتے تو ڈیڑھ ہزار میگاواٹ بجلی کی بچت ہوتی اور وہ بجلی نیشنل گرڈ میں آ جاتی تو لوڈ شیڈنگ کے حالات پہلے سے بہتر ہو سکتے تھے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے اور وزیر اعلیٰ بھی یہ کہتے رہتے ہیں کہ 2017 تک لوڈ شیڈنگ ختم ہو جائے گی۔ میں آپ کو حقیقت بتانے لگا ہوں کہ یہ اس وقت جتنے منصوبے بنا رہے ہیں ان سب کو ملا کر ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی اگر 2017 تک generate بھی ہو جائے تو تصویر کا دوسرا رُخ کیا ہے؟ جب ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی generate ہو گی تو اگر ایک گھر میں دس کلوواٹ بجلی بھی استعمال ہوتی ہو، ایک ائیر کنڈیشنر، ایک ریفریجریٹر، دو چار پنکھے اور دو چار بلب

ہوں۔ ان چار سالوں کے اندر پنجاب میں اگر ساڑھے چار لاکھ نئے گھر بن جاتے ہیں تو جو ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی آپ پیدا کرنے جا رہے ہیں۔ یہ تو نئے گھروں کی کھپت کے اوپر لگ جائے گی۔ آپ کا shortfall اور آپ کا مسئلہ تو وہیں کا وہیں رہے گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس 30۔ ارب روپے کو انتہائی سمجھداری کے ساتھ ایسے منصوبوں پر لگانا چاہئے جس سے حقیقی معنوں میں سستی بجلی پیدا ہو سکے۔

جناب سپیکر! circular debt پر بھی بات ہو سکتی ہے لیکن آپ پھر کہیں گے کہ یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ ہماری حکومت ٹیکسوں کی مد میں اس وقت جو collection کر رہی ہے اس میں direct ٹیکس 18 فیصد ہیں، indirect ٹیکس 82 فیصد ہیں اور زرعی آمدن پر ان کا ٹارگٹ 830 ملین تھا اس میں 201 ملین اکٹھا ہوا ہے جو بہت بڑا shortfall ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ NADRA کے figures کے مطابق 35 لاکھ افراد پورے پاکستان میں tax net کے اندر آ سکتے ہیں جن کے ذرائع آمدن اور باقی چیزیں اس معیار کی ہیں کہ انہیں ہر صورت میں tax net میں آ کر ٹیکس ادا کرنا چاہئے۔ ان 35 لاکھ میں سے 22 لاکھ لوگ پنجاب کے اندر ہیں لیکن حکومت روایتی طریقے سے سوئی ہوئی ہے یا جان بوجھ کر deliberately ان لوگوں کو facilitate کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو 82 فیصد indirect ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اس کا سارا بوجھ بھی غریب عوام پر پڑتا ہے مثلاً سپیکر صاحب ایک صابن کی ٹکیہ 20 روپے کی لیتے ہیں اور ایک عام آدمی چھابڑی والا بھی وہ صابن کی ٹکیہ 20 روپے کی لے گا۔ آپ نے بھی ٹیکس اتنا دینا ہے اور اس چھابڑی والے نے بھی اتنا ہی دینا ہے تو جناب! direct ٹیکس لگایا جائے اور indirect ٹیکسوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور 22 لاکھ لوگ جو tax net میں نہیں ہیں ان کو اس میں لانے کے لئے حکومت کو جو کوشش اور کاوش کرنی چاہئے وہ ہمیں نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی تقریر کے صفحہ نمبر 19 پر پیرا 38 کو پڑھتا ہوں کہ:

"ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے چھت کا حصول ہر شہری کا خواب ہے۔ ہماری حکومت نجی شعبے کے تعاون سے سستے گھروں کی فراہمی کے لئے ایک جامع پروگرام کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ہماری حکومت ان سستی ہاؤسنگ سکیموں میں نجی شعبہ کو خصوصی ترغیبات دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کم آمدنی والے طبقات کو گھروں کی فراہمی کے لئے دوسرے

اقدامات پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت آئندہ مالی سال کے دوران مزدوروں کے لئے 20 ہزار گھروں کا منصوبہ بنا رہی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ تو آپ گھر پڑھ لیں۔ مجھے کیا سنا رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ تین آشیانہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ مالی سال 15-2014 کے دوران چار نئی سکیمیں ہم مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہاں محترم شیخ علاؤالدین صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے انتظار میں سب بیٹھے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شیخ صاحب آشیانہ کے ساتھ منسلک رہے ہیں۔ اتنا بڑا جھوٹ اور وہ بھی on the floor of the House ۔ آپ دیکھیں کہ یہ وہ چیز ہے جو on ground جا کر دیکھی جا سکتی ہے۔ لاہور کی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں ستائیس سو گھر بننے تھے لیکن ساڑھے تین سو گھر بنے ہیں اور باقی اسی طرح سے سب کچھ پڑا ہے۔ آپ نے بحریہ ٹاؤن والے کو ٹھیکہ دے دیا۔ اس کا ریٹ 900 روپے تھا اور دوسری bid جو تھی وہ 920 روپے تھی اب کئی سال ہو گئے ہیں کہ یہ ساڑھے تین سو گھر بنے ہیں اور جو گھر بنے ہیں آپ جا کر physically دیکھ سکتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کو دعوت دوں گا کہ میرے ساتھ جا کر visit کریں، تمام چھتیں پھٹ چکی ہیں اور وہاں پر آدھے گھروں کے اندر لوگ خوف کی وجہ سے رات کو نہیں سوتے۔ اس کے علاوہ ساہیوال اور فیصل آباد کی سکیمیں نامکمل ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم شعبہ ہے لیکن ایک عام شہری یہ خواب اور تصور لئے قبر میں اتر جاتا ہے کہ میرا دو تین مرلہ کا گھر کسی جگہ ہو۔ حکومت نے اس میں اب تک کوئی کارکردگی نہیں دکھائی۔ یہاں آشیانہ سکیم کا ذکر کر دیا لیکن یہ نامکمل پڑی ہیں، ہزاروں گھر ابھی نہیں بنے اور آئندہ بننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ادارے جو اس کام کے لئے بنائے گئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تجویز دے دی ہے اب وہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور دیکھیں گے جو آپ نے فرما دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!جو ادارے اس کام یعنی housing facilities provide کرنے کے لئے بنے تھے وہ LDA،FDA،MDA اور RDA تھے۔اب یہ ادارے تو خالصتاً کمرشل ادارے بن چکے ہیں۔یہ وہ ادارے ہیں جو اربوں کھربوں روپے کے اثاثہ جات رکھتے ہیں۔یہ وہ ادارے ہیں جن سے حکومتیں چل رہی ہیں۔ان اداروں کو بنانے کی جو اصل spirit تھی وہ یہ نہیں تھی جو یہ ادارے کر رہے ہیں۔آج کے اخبارات کے اندر پانچ لاکھ کا اشتہار آیا ہوا ہے جس میں کوئی 5،7۔ارب روپے کے پلاٹوں کی نیلامی ہے۔

جناب سپیکر:مجھے آپ کے آرام کا احساس بھی ہے۔آپ ذرا مہربانی کریں اور wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!مجھے اپنی بات مکمل کرنے کے لئے ایک گھنٹہ اور چاہئے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔میں ان کا حق آپ کو نہیں دے سکتا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!آپ میری بات سن لیں۔میں کوشش کرتا ہوں کہ دس پندرہ منٹ میں wind up کر لوں۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ دیکھنا یہ ہے کہ ان اداروں کے بنانے کا اصل مقصد کیا تھا۔حکومت ان اداروں کو اصل مقصد کی طرف لے آئے اور اس پنجاب کے باسیوں کو سستے گھر نہ سہی سستے پلاٹ فراہم کرے۔ایل ڈی اے آج جو سکیم بناتی ہے پہلے دن سے 5لاکھ روپیہ فی مرلہ یعنی 25لاکھ کا پانچ مرلہ کا پلاٹ بنتا ہے۔کوئی عام آدمی اگر ساری زندگی لگا رہے تو وہ یہ پلاٹ نہیں خرید سکتا۔

جناب سپیکر!ہم کدھر جا رہے ہیں؟ہم لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے ہیں۔حکمران کس مرض کی دوا ہیں؟حکمران لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے ہیں،حکمران لوگوں کو روزگار دینے کے لئے،ان کو چھت دینے کے لئے،ان کو تعلیم دینے کے لئے اور ان کو خوراک دینے کے لئے ہیں اگر ہم یہاں ان کی بات نہیں کریں گے،ہم ان اداروں کو criticize نہیں کریں گے،ہم ان اداروں کو expose نہیں کریں گے اور ہم نہیں بتائیں گے کہ کس طرح سے یہ ادارے لوٹ رہے ہیں۔کوئی ایل ڈی اے کو پوچھنے والا نہیں ہے۔آپ پہلے صرف شہر لاہور کے اندر تھے اور اب آپ چار شہروں پر

محیط ہو گئے ہیں۔ ننکانہ بھی اس میں شامل ہو گیا ہے، شیخوپورہ بھی اس میں شامل ہو گیا ہے اور قصور بھی اس میں شامل ہو گیا ہے۔ صرف ایل ڈی اے ایونیو ایک سکیم کو تیرہ سال ہو گئے ہیں ابھی وہ سکیم مکمل نہیں ہوئی، ابھی وہاں پر بجلی نہیں آئی، ابھی وہاں پر گیس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس کا نام ایل ڈی اے نہیں ہے، اس کا نام آر ڈی اے ہے جس کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایل ڈی اے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ آر ڈی اے ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایل ڈی اے کی بات کر رہا ہوں۔ ایل ڈی اے ایونیو، ایل ڈی اے کی ایک سکیم ہے میں اس کا ذکر کر رہا ہوں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کو crush کر دیا گیا ہے۔ ایل ڈی اے اس کو اپنی سوتن سمجھتا ہے۔ کو آپریٹو سوسائٹیز پرائیویٹ سیکٹر ڈویلپر، جب سے میاں برادران کی حکومت آئی ہے وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر کاروبار چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں، وہ دُور دراز شفٹ ہو گئے ہیں یا کسی اور کاروبار میں چلے گئے ہیں یعنی اس قدر discourage کیا جاتا ہے۔ این او سی لینے کے لئے ایک ایک سال تک لوگ دھکے کھاتے ہیں کہ یہاں پر ہم نے پرائیویٹ سکیم بنانی ہے حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کرتے، پرائیویٹ سیکٹر کو encourage کئے بغیر Housing کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم والی بات یہاں پر انہوں نے کی ہے وہ عملی طور پر ممکن نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! دوسری بات، انہوں نے بجٹ میں ساؤتھ پنجاب کا بڑا ذکر کیا ہے کہ پتا نہیں آئندہ ساؤتھ پنجاب میں دودھ اور شہد کی یہ نہریں بہادیں گے لیکن بد قسمتی سے بار بار یہ کہا گیا ہے کہ آبادی سے زائد وسائل ہم نے دے دیئے ہیں، آبادی ان کی اتنی بنتی تھی ہم نے 36 فیصد انہیں ڈویلپمنٹ کے فنڈز دے دیئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو NFC Award ہے اس میں principle of inverse density inverse population ratio وہ اس concept کے مطابق کہ جو ڈویلپمنٹ کا کام لاہور شہر یا فیصل آباد میں ایک لاکھ روپے میں ہونا ہے تو وہ ساؤتھ پنجاب میں جا کر ڈیڑھ لاکھ روپے میں ہوگا اگر آپ اس چیز کا تقابل کریں گے تو یہ جو رقم آپ نے بجٹ میں رکھی ہے یہ ان کی آبادی سے زیادہ نہیں ہے اور پھر NFC Award میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف آبادی کو آپ نے پیش نظر نہیں رکھنا بلکہ آبادی سے ہٹ کے جو دیگر اصل حقائق ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے آپ

نے فنڈز دیئے ہیں، poverty rate ساؤتھ پنجاب میں خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے 60 فیصد لوگ ہیں۔ اگر آپ نے تھوڑی توجہ کی ہے تو کوئی احسان نہیں کیا یہ وہاں کے لوگوں کا حق ہے وہ حق آپ کو پہلے دینا چاہئے تھا۔ پہلے اگر نہیں دیا تو اب یہ آپ دے دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو بھی کہوں گا کہ ادھورے کام چھوڑ دینا مناسب نہیں کیونکہ سکیموں کو complete ہونے میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ Fully funded سکیمیں آپ کریں بے شک آپ تھوڑی سکیمیں رکھ لیں لیکن ایک سال کے اندر آپ جو کریں وہ fully funded سکیمیں ہونی چاہئیں۔ ایگریکلچر اور ہیلتھ کو میں ڈاکٹر صلاح الدین اور ڈاکٹر نوشین پر چھوڑتا ہوں وہ ان issues پر debate میں حصہ لیں گے۔ میں صرف تھوڑی سی بات Development Framework کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں جو بڑی ضروری بات ہے۔ یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ Development Framework صفحہ نمبر 169 پر social protection کے لئے انہوں نے پہلے ہی 100 فیصد بجٹ کی رقم کم کر دی ہے۔ پہلے 2092 ملین تھی اب یہ 900 ملین کر دی گئی ہے۔ بوڑھے افراد کے shelter homes کے لئے، child protection کے لئے، بے سہارا بچوں اور drugs addict کے علاج معالجے کے لئے یہ رقم تھی۔ Economic Survey of Pakistan کے مطابق اس وقت پنجاب میں 29 لاکھ لوگ نشے کے عادی ہیں جو ان کی اصلاح کے لئے یہ پروگرام تھا۔ اب 4.7 فیصد لوگ ہر سال نشے کے عادی ہو رہے ہیں۔ یہ حکومت وعدے کچھ کرتی ہے اور social protection کے ضمن میں انہوں نے 100 فیصد بجٹ کم کر دیا ہے۔ میں اس پر وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا اور انہیں یہ کہوں گا کہ یہ آپ کے قول و فعل کا تضاد ہے اس کو دور کیجئے اور بے سہارا لوگوں کے لئے یہ رقم بڑھائیں۔

جناب سپیکر! اس سے آگے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ آگیا ہے اس میں دیہاتوں سے گندے پانی کا نکاس ہے، صفائی ستھرائی Solid and Waste Management ہے اور جانوروں کے لئے cattle market ہے ان کے لئے انہوں نے 3915 ملین رکھے تھے اور اس دفعہ 3488 ملین کر دیئے ہیں۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی ضروری شعبہ تھا جس پر انہیں توجہ دینی چاہئے تھی۔ سب سے important بات ایمرجنسی سروسز کی ہے۔ صفحہ نمبر 425 پر آئیں تو ایک طرف بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ 1122 کا دائرہ کار ہم 36 تحصیلوں تک بڑھا رہے ہیں مگر ہم کون سی بات سچ مانیں جو ایوان میں بجٹ تقریر میں انہوں نے کی ہے وہ بات سچ ہے یا

Development Frameworkمیں انہوں نے جو لکھ دیا ہے اس کو سچ مانیں؟ یہ بالکل قول وفعل کا تضاد ہے۔ آپ دیکھیں کہ بتدریج اس کے بجٹ میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔2012-13میں یہ 2100ملین تھی پھر یہ 2013-14 میں 1652 ملین ہو گئی اور اب 2014-15میں یہ 1450ملین ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 1122 سروس کو ہم 36اضلاع اور تحصیلوں تک بڑھا رہے ہیں لیکن بجٹ اس کا پہلے سے بھی کم کر دیا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم سروس ہے جو لوگوں کو بروقت سہولت پہنچاتی ہے۔ آگ لگ جائے کوئی accident ہو جائے، کوئی سانحہ یا حادثہ ہو جائے تو ہم سب نے دیکھا ہے کہ quickly وہ سروس دیتے ہیں۔ ہمیں appreciate کرنا چاہئے کہ یہ وہ واحد سروس ہے جو فوری طور پر پہنچ کر وہاں rescue کرتی ہے، لوگوں کی خدمت کرتی ہے اور لوگوں کے جان ومال کو بچانے کا باعث بنتی ہے۔ اس کے بجٹ میں کمی کر کے یہ کہنا کہ اس کا دائرکار بڑھا دیا ہے یہ ان کے قول وفعل کا بہت بڑا تضاد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ گلے شکوے بعد میں کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بعد میں کب کرنے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرا خیال ہے اس کو wind up کر دیں۔ دیکھیں سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ دوسروں کا بھی حق ہے، ان کا حق نہیں مارنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ بار بار مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں wind up کر دوں۔ بہت سی چیزیں ابھی بات کرنے والی ہیں۔ میں آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے بنیادی دو تین باتیں کر کے اپنی بجٹ کی تقریر کو conclude کرتا ہوں اور جو باقی شعبے رہ گئے ہیں میرے دوست میاں اسلم اقبال صاحب، ڈاکٹر مراد راس، عباسی صاحب اور باقی ہماری خواتین بہنیں ان شعبوں پر بات کریں گی۔ بنیادی دو تین باتیں ہیں۔ پچھلا پورا سال یہ جمہوریت کا راگ تو الاپتے رہے لیکن جو بدترین سلوک انہوں نے ایک جمہوری process اور جمہوری طریقہ ساز سے elect ہو کر آئے ہوئے ان اپوزیشن ممبران کے ساتھ رکھا ہے اس کی مثال بھی کہیں نہیں ملتی۔ ان کے mandate کی پورا سال توہین کی گئی۔ جو شکست خوردہ عناصر ہیں ان کی سرپرستی کی گئی، ان کے علاقوں میں کام نہیں ہونے دیا گیا اور اگر یہی جمہوریت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو کچھ پینا ہے مہربانی کر کے باہر جا کر پییئں۔یہاں پر اچھا نہیں لگتا۔مہربانی

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس روّیے کو حکمرانوں کو ترک کرنا ہوگا۔اگر جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ صوبے کے اندر منتخب لوگوں کے mandate کا احترام کیا جائے تو آپ کو جمہوری روّیہ اختیار کرنا ہوگا۔دوسرا یہ کہ جو کچھ پنجاب کی حکمران جماعت کر رہی ہے میں اس لئے کہتا ہوں کہ یہ کوئی نووارد نہیں ہے بلکہ انہیں پانچویں چھٹی دفعہ موقع ملا ہے لیکن حالات میں بہتری نہیں آ رہی۔ حالات میں بہتری اس لئے نہیں آ رہی کیونکہ یہ اداروں پر یقین نہیں رکھتے۔یہ شخصی بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے ہیں مگر یہ سسٹم کو مضبوط نہیں کرتے۔یہ institutions بننے دیتے ہیں،ان کو مضبوط کرتے ہیں، سسٹم کو بننے دیتے ہیں اور نہ ہی سسٹم پر ان کا believe ہے۔جب تک سسٹم کے اندر بہتری نہیں آئے گی وزیراعلیٰ پنجاب اور کابینہ جتنی مرضی پھرتیاں دکھاتے پھریں تب تک پنجاب کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔پنجاب کے حالات تب ٹھیک ہوں گے جب آپ سسٹم کو بہتر کریں گے۔پنجاب کے حالات تب ٹھیک ہوں گے جب آپ ادارے بنائیں گے اور ان اداروں کا احترام کریں گے۔یہ بھی عجیب سوچ ہے کیونکہ حکمران برداشت نہیں کرتے۔اداروں کے مضبوط ہونے اور سسٹم کے evolve ہونے سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور ہو جائیں گے حالانکہ یہ بالکل غلط سوچ ہے کیونکہ اداروں کے مضبوط ہونے سے ہمیشہ جمہوریت مضبوط ہوتی ہے،اداروں اور سسٹم کے مضبوط ہونے سے ہمیشہ بہتری آتی ہے۔ہمیشہ عوام کی فلاح کے کام شخصی بنیادوں پر نہیں بلکہ اداروں کی بنیاد پر ہوتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے نمبر پر پنجاب کے حکمرانوں کو جمہوری روایات کے مطابق اپوزیشن کو ان کے جائز حقوق دینے چاہئیں۔دوسرے نمبر پر ان اداروں کو پنپنے کا موقع دیں اور سسٹم کو ٹھیک کریں۔تیسرے نمبر پر اپنی ترجیحات کو بدلیں۔جب تک یہ اپنی ترجیحات نہیں بدلتے اُس وقت تک کوئی بہتری نہیں آئے گی۔اگر میٹرو بسوں کا بھُوت اسی طرح سَر پر سوار رہے گا، فلائی اوور اور انڈر پاسز پر قوم کا کھربوں روپیہ لگا دیں گے تو بہتری نہیں آئے گی۔ تعلیم، صحت، جان و مال کا تحفظ، خوراک اور رہائش عام آدمی کو relief دینے کی چیزیں ہیں لیکن اس کی طرف اگر آپ focus نہیں کرتے تو اُس وقت تک حالات کے اندر بہتری پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بقولِ شاعر کہ:

جبر کا موسم کب بدلے گا، ہم بدلیں گے تب بدلے گا
عمر بھر یہ خواہش رہی، وہ اب بدلے گا اب بدلے گا
محکوموں کو ملے گی شاہی ایک دن
سب کا سب بدلے گا سب کا سب بدلے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی کرکے ذرا صبر و تحمل سے بھی کام لیں اور کسی کی قیادت کے متعلق کوئی غلط بات نہ کی جائے۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ میرے خیال میں ٹائم سب کو ملنا چاہئے اور سب کو ٹائم دینے کے لئے ہم پانچ منٹ مقرر کر لیں تو اچھا رہے گا۔ کیا خیال ہے؟

معزز ممبران: کم از کم پندرہ منٹ ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: پھر تو کئی صاحبان بولنے سے رہ جائیں گے۔ آج پچیس ممبران ہیں جن کے نام میرے پاس آ چکے ہیں۔

معزز ممبران: پانچ منٹ بہت ہی کم ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ سب کا حق ہے، یہ کسی ایک کا حق نہیں ہے۔ ایسے ہی منٹ نہیں بڑھ سکتے کیونکہ جو طریق کار ہے اس کے مطابق ہی چلنا ہوگا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ مہربانی کرکے بحث کے لئے دو دن بڑھا لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سات منٹ سے زیادہ نہیں ہو سکیں گے۔ دوسروں کے حق کا بھی خیال کریں کیونکہ سب نے بولنا ہے۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اس بجٹ بحث کے موقع پر سب سے پہلے اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب سے میری مراد وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ہے۔

جناب سپیکر: میں اپوزیشن ممبران سے کہوں گا کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے تھے تو کسی نے interrupt نہیں کیا لہذا آپ بھی مہربانی فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو عوام دوست اور متوازی بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس طرح میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم یعنی حکومتی بنچوں نے رواداری اور عقل و دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے تاریخی بجٹ کے موقع پر اپوزیشن کے ہمارے دوستوں نے جو روّیہ اپنایا اس کے مقابلے میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں اور ان کو چھوڑیں۔ آپ نے اچھا کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حکومتی بنچوں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے دعاؤں، پھولوں سے دیا اور خاموشی کا مظاہرہ کیا۔ یہ قائد محترم کی تربیت اور ان کی ٹیم کی عقل و دانش کا مظہر ہے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس طرح کا قائد ہوگا اسی طرح اس کی ٹیم کے ممبر ہوں گے، اسی طرح کابینہ اور ان کے ممبران صوبائی اسمبلی ہوں گے۔ میرے قائد حزب اختلاف نے آخر پر اس بات پر بڑا زور دیا کہ یہ غیر جمہوری روّیے ہیں۔ آپ گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے اسمبلی کے دو سیشن کے دوران حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں کے جمہوری روّیے کا بڑی اچھی طرح موازنہ کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! اب آپ بجٹ پر آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بجٹ کی تقریر پر آنے سے پہلے بڑے مہذب الفاظ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ان کے سات منٹ پورے ہو گئے ہیں۔

MR SPEAKER: No interruption please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس یہ وہ دستاویز ہے جس میں آئندہ ایک سال کے لئے پنجاب کے معاشی ترقیاتی اور سماجی پروگرام شامل ہیں۔ اس کتاب کے اندر سب سے پہلے میرے اللہ کا نام لکھا ہوا ہے اور جس طرح 13- تاریخ کو اس کتابچے کو پھاڑ کر نعوذ باللہ پتا نہیں کون کون سے قدموں کے نیچے پھینکا گیا اس کو پوری پاکستانی قوم اور پوری دنیا دیکھ رہی تھی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: No interruption ان کو بات کرنے دیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے صرف تنقید ہی تنقید کی ہے جو بجٹ بحث کا حصہ نہیں ہوتی۔ میں positive mind میں respond کرنا چاہوں گا۔ میں ایسی زبان یا کوئی ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ میرا تو وہ قائد ہے جو اپنے بدترین دشمن کے بارے میں بھی صاحب کا لفظ استعمال کرتا ہے اور میں تو اس کا worker اور سپاہی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں تو اس قائد کا سپاہی ہوں جو پاکستان کی بات کرتا ہے، جو پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کی بات کرتا ہے، میں اس قائد کا سپاہی ہوں اور اس اسمبلی کا نمائندہ ہوں جو پاکستان کے لئے موٹروے جیسے بہت کامیاب منصوبے شروع کرواتا ہے، وہ اس ملک کی خاطر گوادر پورٹ کو functional کرنے کے لئے اپنی دن رات کی نیندیں حرام کرتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے ایک معزز ساتھی نے کالا باغ ڈیم کی بات کی، میں وہ الفاظ جو لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان کے ہیں، انہیں دہرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پنجاب اور صوبہ سرحد کے اندر بننا ہے جس کا زیادہ علاقہ صوبہ کے پی کے میں شامل ہے لیکن ایک سال گزر گیا ہے اور ایک سال کے بعد انہوں نے دوبارہ کالا باغ ڈیم کا قصہ شروع کر دیا، یہ وہاں پر صوبائی اسمبلی میں ایک قرارداد کیوں نہیں لے کر آتے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ قرارداد لے کر آئیں اور مرکزی حکومت کو قرارداد پاس کر کے بھیجیں تو پھر ہم صوبوں کے consensus کے ساتھ کالا باغ ڈیم بنائیں گے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بجٹ کے بارے میں بات کریں ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے دوست کو انرجی کے کول پاور پلانٹ پر تو بڑا اعتراض ہے، ہائیڈل پاور کے منصوبہ جات اور نندی پور کا منصوبہ جو ایک ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا، میرے دوست کو یہ بات تو نظر نہیں آئی کہ 12/13 سال مشرف کی باقیات نے اس ملک کے لئے ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کی۔ ہم نے ایک سال کے اندر انرجی کے shortfall کو پورا کرنے کے لئے 19 پراجیکٹس شروع کئے ہیں، کوئی زبانی جمع خرچ نہیں کیا اور نندی پور کا پراجیکٹ اس کی زندہ مثال ہے، ساہیوال کا کول پراجیکٹ اس کی

زندہ مثال ہے، فیصل آباد کا کول پراجیکٹ اس کی زندہ مثال ہے اور دیامیر بھاشا ڈیم کی تعمیر کی توسیع اور اس پر جو کام ہو رہا ہے وہ اس کی زندہ مثال ہے۔

جناب سپیکر! کسی شاعر نے خوب کہا تھا کہ:

جس بات کا ذکر سارے افسانے میں نہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے قائد حزب اختلاف کی بات کو respond بھی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو تھوڑی بہت فہم و فراست مجھے عطا کی ہے اس کے مطابق اپنے قائد کے وژن کو explain بھی کرنا ہے۔ ہم نے اس ایوان کو اور اس پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کو یہ بتانا ہے کہ ہم نے آپ کے لئے ایک visionary بجٹ پیش کیا ہے، ہم نے یہ ایک سال کا بجٹ نہیں بلکہ آئندہ چار سالوں کا روڈ میپ اس میں دے دیا ہے۔ یہ بجٹ میرے صوبے کے لئے Business friendly اور Agriculture friendly ہے۔ میرے صوبے کا یہ بجٹ pro Industry ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تعلیم کی طرف آنا چاہوں گا کہ اس پنجاب کی تاریخ میں ریکارڈ حجم کا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کو ہے اور جس طرح انہوں نے تقریباً پونے تین کھرب روپے تعلیم کے لئے جس میں صوبائی حکومت کا حصہ تقریباً ایک کھرب روپے ہے میری مراد 93 لاکھ روپے ہیں جس میں دانش سکولز، آئی ٹی لائبریریز اور پنجاب انڈوومنٹ فنڈ، پنجاب ایجوکیشن فنڈ، سکولوں کی اپ گریڈیشن، نئے سکولوں کی تعمیر اور ایک لاکھ اساتذہ کی میرٹ پر بھرتی اور ان کی ٹریننگ شامل ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بس کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ صحت کے حوالے سے انقلابی اقدامات کئے ہیں جس میں ہیلتھ انشورنس کارڈ کا اجراء، موبائل یونٹس، بہاولپور، رحیم یار خان اور مظفر گڑھ کے اندر ہسپتالوں کی تعمیر اور تین ہزار نرسوں کی بھرتی جیسے انقلابی اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! امن و امان کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف کو بجٹ کا فرق تو نظر آ گیا لیکن ہماری پولیس کے ان جوانوں کی شہادتیں نظر نہیں آئیں جنہوں نے اس وطن

کی دھرتی اور پاکستانی قوم کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں پولیس کے ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف لڑتے لڑتے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! بس کریں اور اب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اسمبلی کے باہر مال روڈ پر کیمپ لگایا ہوا ہے لیکن بیس دن پہلے اس ایوان میں جو رویّہ انہوں نے اختیار کیا وہ صرف جمہوریت کی وجہ سے تھا، اگر جمہوریت نہ ہوتی اور یہاں مشرف کا کوئی پالتو جرنیل بیٹھا ہوتا تو انہیں اٹھا کر اسمبلی سے باہر پھینک دیتا۔ یہ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! مہربانی کر کے بس کریں اور اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو یہ ایم پی اے صاحب ہیں، ان بے چاروں کی میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر ایک بات کی ہے کہ "قائد حزب اختلاف نے رینٹل پاور کی بات کی ہے" تو انہیں نندی پور یاد نہیں رہا اور میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں اور انہیں معذرت کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح اصغر منڈا صاحب ہیں تو اس طرح 80 فیصد لوگوں کو نہیں پتا یہ نندی پور کو ہائیڈل پاور پراجیکٹ سمجھ رہے ہیں۔ یہ ان کی اتنی نا سمجھی ہے یعنی انہیں یہ نہیں پتا کہ نندی پور تھرمل پاور ہے وہ ہائیڈل پاور نہیں ہے۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! پہلے جا کر ساری معلومات لیں اور پھر اس ایوان میں آ کر بات کریں۔ یہ ان کی معلومات کا معاملہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):
جناب سپیکر! [********] (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ!

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ اس حکومت کا دوسرا بجٹ ہے اور میری نظر میں یہ ایک یونیک اور reformist بجٹ ہے جس کا کریڈٹ اس حکومت کو دینا چاہئے۔ میں reformist بجٹ تین وجوہات کی بناء پر کہہ رہی ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ ایک سال کا بجٹ نہیں ہے بلکہ ہم نے اس صوبے کی ترقی کے لئے ایک وژن دیا ہے اور چار سال کا ایک روڈ میپ دیا ہے یعنی ہم medium term development framework دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ اس medium term framework کا پہلا سال ہے جو اس tenure کے آخر تک یعنی اگلے چار سالوں میں ہمارے صوبے کی ترقی کو انشاء اللہ 8 فیصد تک لے جائے گا جہاں پرائیویٹ سیکٹر کی investment جو ابھی آٹھ بلین ڈالر ہے بڑھ کر ساڑھے 17 بلین ڈالر ہو جائے گی، اس میں روزگار کے مواقع چار بلین اضافی create ہوں گے اور 70 لاکھ لوگ poverty سے باہر نکل آئیں گے۔ سب سے اہم بات یہ ہے اور پہلے بھی یہ بات ہوئی ہے کہ ہمارے سوشل سیکٹرز اہم ہیں اور صحت و تعلیم صوبائی حکومتوں کی principal responsibility ہے اور انشاء اللہ ان چار سالوں کے tenure میں ہم اپنے Millennium Development Goals جو کہ صحت اور تعلیم وغیرہ سے related ہیں، انشاء اللہ ہم ان کو achieve کریں گے اور ان کو achieve کرنے کے لئے اگر میں آپ کو کچھ اعداد و شمار بتاؤں کہ ہم نے اس وقت تعلیم پر 273 بلین روپے اس بجٹ میں رکھے ہیں جو پورے صوبے میں خرچ کئے جائیں گے۔ صحت کے لئے 121 بلین رکھے ہیں جو کہ پورے صوبے میں development اور non development کی مد میں خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اگر آپ ایک ٹریلین کے بجٹ سے compare کرتے ہیں تو یہ اس کا 40 فیصد ہے تو جو allocations ہم نے سوشل سیکٹر کی ڈویلپمنٹ میں صحت اور تعلیم کے لئے رکھے ہیں، وہ in some ways skill development پر ہم record growth show کر رہے ہیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نے بڑا focus رکھا ہے یہ ہمارا جو خواب ہے صوبہ کو ترقی یافتہ بنانے کا اُس میں بڑا instrument ہو گا اور ہم یہ realize کرتے ہیں کہ اس صوبہ کی youth کو engage productively کرنا ہے skill development کی مد میں ہم نے 6 بلین روپے رکھے ہوئے ہیں اور وہ انشاءاللہ by the end of four years بیس لاکھ مرد اور عورتوں کو skill development یا vocational training دیں گے اور اُن کے لئے ترقی کے مواقع فراہم کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری important وجہ اس بجٹ کے منفرد ہونے کی یہ ہے کہ اس میں ہم نے سروس delivery پر focus کیا ہے assets consolidation is the theme of the budget. اور pre-budget session کے دوران اپوزیشن اور treasury دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال کھڑے ہوئے ہیں اُن میں نرسز نہیں ہیں، ڈاکٹر نہیں ہیں اور ادویات نہیں ہیں۔ سکولوں کو repair اور maintenance کی ضرورت ہے۔ یہ سب realize کرتے ہوئے اس دفعہ repair and maintenance کے بجٹ کو substantially بڑھایا گیا ہے۔ بجٹ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ ongoing schemes کو focus کیا گیا ہے اور 155 billion rupees additional رکھے گئے ہیں جو کہ ongoing schemes کو complete کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں تاکہ اُس سے outcomes نکلنا شروع ہو جائیں اور service delivery facilitate ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات بھی یہاں کہتی چلوں کہ ان سب چیزوں کو finance کرنے کے لئے ہم اپنے taxation structure میں structural reforms لے کر آئے ہیں۔ ابھی direct indirect taxation کی بات ہو رہی تھی گزارش ہے کہ اس دفعہ بجٹ کا focus leakages کو بند کرنا ہے under taxed اور untaxed sectors کو tax net میں لانا اور progressive measures کے mobilize resources through کرنا ہیں۔ ہم نے urban immovable property tax کی reforms کی ہیں اور بہت سے مزید reforms لے کر آ رہے ہیں ایسا کوئی بھی measure نہیں لیا گیا ہے جس کا incidence regressive ہو یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس بات کو emphasis کر رہے ہیں کہ taxes کا بوجھ عام آدمی پر نہ پڑے۔ ابھی یہ بھی بات ہو رہی تھی کہ ہم نے قرضے بہت زیادہ لے لئے ہیں گزارش یہ ہے کہ پنجاب کی تقریباً 14 trillion کی economy ہے جو قرضوں کی بات ہو رہی ہے وہ ہماری economy کا مشکل سے

تین فیصد ہے صوبہ پنجاب کے پاس گنجائش ہے کہ وہdebtکوsustainکر سکیں اور اس طرح سے fiscal spaceبڑھا سکے تاکہ صوبے کو ترقی کے لئے وہ وسائل فراہم کر سکیں جو اُس وقتneeded ہیں۔ ہم نے کوئی بوجھ ایسا نہیں ڈالا ہے جو کہ صوبہ پنجاب اٹھا نہیں سکتا اور یہ کہنا کہ ہم نے صوبہ کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا دیا ہےjustifiedنہیں ہو گا اس لئے کہ اس وقت یہ 3 percent of our economy سے کم بوجھ ہے۔یہاں بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ یہcommon manکا بجٹ نہیں ہے۔infactیہ بات کی گئی ہے کہsocial protectionمیں کٹوتی ہوئی ہے۔ میں اس لئے کہتی ہوں کہ یہcommon manکا بجٹ ہے کہ نہ صرف اس میںemphasisکیا ہےjob growth اورcreatingکوvocational training بلکہ اس بجٹ میں کوئی ڈیڑھ درجن سے زیادہ targeted interventionsایسی ہیں جس میں 75بلین روپے خرچ ہوں گے جو عام آدمی کی سہولت کے لئے ہوں گے چاہے وہ سہولت ٹرانسپورٹ ہو، سکول جو جانے والے بچوں کے workersکو،laboursکو ملیں، چاہے وہ Food subsidy کی مد میں ہو، چاہے وہHealth insuranceکارڈ کی مد میں ہو، چاہے وہ آشیانہ سکیم کی مد میں ہو، چاہے وہskill developmentکی مد میں ہو، وہ سب عام آدمی کے اوپر خرچہ ہے اور انinterventionsکے لئے75بلین روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور اگر آپregular education اورregular health budgetبھی اس میں شامل کر لیں کہ وہ عام آدمی کوprovide facilitiesکرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو یہ مد اُس سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بجٹ واقعی عام آدمی کا بجٹ ہے یہ ایک progressive budget ہے یہ ایکreformistبجٹ ہے وہ بنیادیں دے رہا ہے جو اس صوبہ کو انشاءاللہ اگلے چار سال میں ایکhighترقی یافتہ صوبہ بنا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر:Nextقاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے آٹھ ممبران صوبائی اسمبلی ہیں اور سب نے نام دیئے تھے دو نے رضاکارانہ طور پر اپنے نام withdrawکر لئے لہذا اُن کا ٹائم بھی مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: کن کا جی؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مخدوم علی اکبر محمود اور رئیس ابراہیم خلیل احمد صاحب!

جناب سپیکر: میرے پاس اُن کی کوئی request نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! اُن کے نام جمع ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں میرے پاس اُن کی کوئی request نہیں ہے

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بجٹ 15-2014 پر بات کرنے سے پہلے میں بجٹ 13-2012 سے پہلے کا پس منظر پیش کرنا چاہتا ہوں۔آپ کو یاد ہو گا جب ممبران صوبائی اسمبلی نے حلف لیا اور وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے on the floor of the House وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کی ترقی کے حوالے سے چند باتیں کی۔ میں اُن پر اپنی چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہم تین ماہ کے اندر Energy Crisis پر کنٹرول کریں گے اور پنجاب میں لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے فرمایا کہ میں تمام ایوان کو، اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن ممبران کو ساتھ لے کر چلوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں پنجاب میں بے روزگاری کا خاتمہ کروں گا، ملک میں جو مہنگائی اور بدامنی ہے اس کا خاتمہ کروں گا۔آپ کو یاد ہو گا جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی آپ بھی اس ایوان میں موجود تھے، میں بھی تھا وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوڈشیڈنگ کے حوالے سے Energy Crisis کے حوالے سے مینار پاکستان پر کیمپ لگایا اور ہاتھ والے پنکھے چلا کر protest کیا، جب انہوں نے اقتدار سنبھالا وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی حکومت آئی پنجاب میں میاں محمد شہباز شریف نے حکومت سنبھالی تو انہوں نے کہا کہ ہم تین ماہ میں Energy Crisis کو کنٹرول کر لیں گے اس پر پورا ایوان گواہ ہے، تین ماہ گزر گئے، ایک سال گزر گیا اب 2018 تک کہہ رہے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں Energy Crisis پر protest کریں مینار پاکستان پر کیمپ لگائیں تو اپوزیشن کے ممبران آپ کے پیچھے بیٹھنے کو تیار ہیں

جناب سپیکر: آپ مینار پاکستان پر کبھی گئے ہیں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں، لوڈشیڈنگ کی بات تو بہت دور کی بات ہے پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں گھریلو صارفین کا جو tariff تھا ایک سے پچاس unit تک تین روپے پچاس پیسے اور پچاس سے سو unit تک پانچ روپے پچاس پیسے اور اب جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی

تو اب ان کا tariff یہ ہے کہ ایک سے پچاس unit تک نو روپے اور پچاس سے سو unit تک اٹھارہ روپے ہے یہ حالات ہیں اور لوڈشیڈنگ کا طریقہ واردات بھی میں آپ کو اور اس ایوان کو بتا تا چلوں کہ شہروں میں بتدریج اس انداز میں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے لیکن دیہاتی فیڈر اور جو دیہاتی sub divisions ہیں اُن کا یہ حال ہے کہ بیس بیس گھنٹے اُن کے فیڈر بند رہتے ہیں اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ فیڈر میں fault ہے، درختوں کی کٹائی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت Energy Crisis کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ میں اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا ایک سال گزر گیا ہے انہوں نے قائد حزب اختلاف سے مشاورت کی اور نہ انہوں نے اپوزیشن ممبران کو کسی legislation میں پنجاب کی ترقی کے حوالے سے اور بجٹ بنانے کے حوالے سے اعتماد میں لیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی floor پر وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس اسمبلی بلڈنگ میں اپوزیشن کے ممبران کو یہ یقین دلایا کہ آپ کی تجاویز پر آپ کی خواہشات کے مطابق آپ کے حلقے میں فنڈز دیئے جائیں گے۔ ایک سال ہو گیا ہے مگر اپوزیشن کے ممبران کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اُن کی ضلعی کمیٹیوں میں نمائندگی نہیں، ان کو فنڈز نہیں دیئے گئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے اس وعدے سے بھی منحرف ہو گئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ budget speech میں کہیں یہ بھی ذکر آتا کہ ہم اس پنجاب میں کرپشن کا خاتمہ کریں گے۔ کرپشن کا لفظ ایک جگہ بھی نہیں آیا اس کا مطلب ہے کہ پنجاب کرپشن سے پاک ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں مہنگائی کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ آپ ہی انصاف کریں کہ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب یہ وعدہ پورا کر چکے ہیں کہ پنجاب میں مہنگائی کا خاتمہ ہو گیا ہے؟ لوگ یوٹیلٹی بلوں کے نیچے دب کر رہ گئے ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے 2013 کا تو وزیر خزانہ موجود ہیں، یہ بجٹ نمائشی اور فرمائشی تھا۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔[*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں اور ان کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ دیکھیں، آپ ایک معزز ممبر ہیں، آپ کو ایک معزز ممبر کا خیال رکھنا چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اس ایوان میں جنوبی پنجاب کا بار بار ذکر کیا ہے۔ میں دو مثالیں دوں گا۔ یہ کریڈٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے کہ انہوں نے این ایف سی ایوارڈ صوبوں کو دے کر ان کو آبادی اور حقوق کے مطابق حصہ دیا۔ اپوزیشن نے ہمیشہ اس ایوان میں یہ باور کرایا ہے کہ ضلعی سطح پر بھی این ایف سی ایوارڈ قائم کیا جائے تاکہ ضلعوں کو پتا چلے کہ ان کا کیا حصہ ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، اب wind up کر دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بہت موضوع تھے مگر بات مکمل نہ ہو سکی۔ انہوں نے جو جنوبی پنجاب کا ذکر کیا ہے میں اس کی ایک مثال دے رہا ہوں۔ جب لاہور میں میٹرو بس بن رہی تھی تو وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ end of metro ملتان اور راولپنڈی میں بھی یہ منصوبہ بنے گا۔ انہوں نے راولپنڈی میں تو کام شروع کرا دیا مگر ملتان میں شروع نہیں ہوا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ میٹرو بس کا منصوبہ لاہور کے بعد ملتان میں شروع کراتے لیکن انہوں نے راولپنڈی میں شروع کرایا۔

جناب سپیکر! یہ اخبار دیکھیں، کتنی بڑی زیادتی ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ نشتر گھاٹ ہمارا منصوبہ ہے۔ منڈا صاحب ابھی فرما رہے تھے کہ ہم نے گوادر کو functional کر دیا۔ نشتر گھاٹ کا منصوبہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منصوبہ تھا جو پچاس فیصد مکمل ہوا اور اس حکومت نے اس کو جاری رکھا ہے۔ یہ کریڈٹ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے۔ گوادر کو functional کرنے کا منصوبہ بھی جناب آصف علی زرداری کا تھا۔ انہوں نے گوادر کو چین کے حوالے کر کے اس منصوبہ کو functional کیا، یہ کریڈٹ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ہی جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! مجھے صرف پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں پانچ منٹ کہاں سے دوں؟

قاضی احمد سعید: میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پنجاب کے سرکاری ملازمین کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ انہوں نے ایک سال سے انتظار کیا کہ بجٹ میں ہماری تنخواہیں بڑھائی جائیں گی اور وہ بھی صرف دس فیصد بڑھائی گئیں۔ جس غریب ملازم کی تنخواہ دس ہزار روپے ہے سال کے بعد اس کی تنخواہ صرف ایک ہزار روپے

بڑھی۔آپ مہنگائی کا تناسب دیکھیں اور تنخواہ کا تناسب بھی دیکھیں۔ میرے بھائی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہماری تنخواہ بھی دس ہزار روپے ہے اور یہ بھی دس فیصد بڑھی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں تنخواہیں بڑھتی ہیں میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس تجویز کو نوٹ کرلیں کہ تنخواہیں سکیل کے حساب سے بڑھائی جائیں۔ ٹھیک ہے کہ آپ دس فیصد بڑھاتے ہیں مگر ایک سے 10 سکیل تک کے ملازمین کے لئے 20 فیصد تنخواہیں بڑھائیں، 10 سے 15 سکیل تک کے لئے 15 فیصد اور 15 سے آگے سکیل تک کے لئے 10 فیصد بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم اور صحت کا حال بُرا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ کی وجہ سے میرا تمام موضوع ختم ہو گیا ہے اور میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم نے ایجوکیشن پر اربوں، کھربوں روپے کا بجٹ لگا دیا ہے۔ وہ آئیں میں انہیں نوٹ کراتا ہوں کہ اس حکومت کے چھ بجٹ ہو گئے ہیں اور یہ چھٹا سال ہے، یہ اس دور کا یہ دوسرا بجٹ ہے۔ وہ میرے حلقے میں آئیں KLP روڈ پر رحیم یار خان جاتے ہوئے ایک سکول ہے جس کا نام گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول شہباز پور غربی ہے۔ خدا کی قسم اس کی چار دیواری ہے، اس میں فرنیچر ہے اور نہ toilets ہیں۔ یہاں یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے اربوں روپے خرچ کر دیئے۔ یہ جنوبی پنجاب کی بات ہے، یہ ان کے کھوکھلے نعروں کی بات ہے۔ یہ میرے پاس اخبار روزنامہ "ایکسپریس" ہے جو یکم جون 2014 کا ہے۔ چولستان میں 4 ہزار 433 بچوں کا مستقبل تاریک۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! اب wind up کریں، مہربانی کریں اور دوسروں کا حق نہ ماریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! eye to eye contact ہونا چاہئے۔ آپ بات سنا بھی کریں اور درمیان میں نہ بولا کریں۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے جو ٹائم دیا ہے اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔ یہ باتیں نوٹ ہو رہی ہیں۔ جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ صاف پانی کو لے لیں۔ خدا کی قسم ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک ہی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف علاقے کا visit کر کے اپنی

آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔5-ارب روپے صاف پانی کے لئے اور 30-ارب روپے انرجی سیکٹر کے لئے رکھے گئے۔یہ کیا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات غور سے سنیں، آپ نے جواب دینا ہے۔جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہاں پر گپ شپ ہو رہی ہے اور میرے خیال میں بات سنی نہیں جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ساری ریکارڈ ہو رہی ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں اسی طرح ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم تھوڑا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ نے وقت کی قید لگا کر سارا موضوع ہی تبدیل کر دیا ہے۔میرے پاس صرف ایک ہی نکتہ ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس طرح کیسے ٹائم دے دوں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ میں کسان کے لئے 10-ارب روپے کھاد پر سبسڈی دی گئی۔کسان کتنا مظلوم ہے کہ سب سے پہلے اسے جعلی ادویات اور کھاد کے مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے، اس کے بعد اس کو آبیانہ اور مالیہ دینا پڑتا ہے، پھر اس پر زرعی ٹیکس بھی عائد کر دیا گیا ہے۔اب اس گورنمنٹ نے کسان پر زرعی انکم ٹیکس لاگو کیا ہے۔سبسڈی دینے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ کتنا بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری بات سن لیں اور میں اس کو wind up کر رہا ہوں۔قائد حزب اختلاف نے آج کوئی دھاندلی کی بات نہیں کی، میں صرف دو منٹ لوں گا۔پاکستان پیپلز پارٹی کو پنجاب میں صرف تین سیٹیں ملیں اور وہ بھی ہضم نہیں ہو رہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ان کا مائیک بند کریں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ مناسب بات نہیں ہے، آپ نے سارا موضوع change کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ آپ نے سارا موضوع change کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر ضمنی بجٹ پر بات کر لینا۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ بات کریں۔ شیخ صاحب! اب آپ کے ساتھ بھی وہی ہونا ہے جو دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ان کو 17 منٹ دیئے ہیں لیکن پتا نہیں کہ آپ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ میں گھڑی دیکھ رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا نہیں بلکہ بہت خیال کرتا ہوں لیکن مجھے آج بات کر لینے دیجئے گا۔ مجھے تو ویسے بھی point of clarification کا ٹائم بھی ملنا چاہئے کیونکہ قائد حزب اختلاف نے میرا نام لے کر کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو بھی کہا ہے۔ مجھے اس پر point of clarification کے لئے آدھا گھنٹہ ملنا چاہئے۔

وزیر جیل خانہ جات (عبدالوحید چودھری): جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ انہوں نے دیا ہے یا میں نے دیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے آپ سے لینا ہے اور کسی سے نہیں لینا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ آرام سے طریق کار کے مطابق مہربانی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! قانون میرے لئے ہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، سب کے لئے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے ایک ہزار ارب روپے کا تاریخی بجٹ جو عوام کی فلاح کے لئے پیش کیا ہے میں انہیں اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جس کی حقیقتاً بنیاد نئے ٹیکس لگانا نہیں ہے بلکہ taxes کی collection ہے۔ میں جو بھی تجاویز دوں گا، میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب نے پہلے بھی مجھ پر مہربانی کی ہے اور

Resource Committee میں میری تجاویز کو بجٹ کا حصہ بنایا ہے لیکن میں نے ایک تجویز ایسی دی تھی جو میں ایوان کے سامنے بھی پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر Transfer of Property Act کے تحت property کی valuation کو صحیح price میں لاکر رجسٹرڈ کرلیں تو یہ صوبہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے surplus میں چلا جائے گا۔ Encashment کا ریٹ تین سے ساڑھے تین فیصد ہے لیکن اڑھائی فیصد اگر زکوٰۃ کے اندر وہ پیسا لے لیا جائے، میں مختصراً ایوان اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی کو 40 لاکھ میں رجسٹرڈ کیا جارہا ہے تو بقایا 60 لاکھ پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ لے کر اسے white قرار دے دیا جائے۔ اس کا direct فائدہ یہ ہو گا کہ ہمیں رجسٹریشن اکاؤنٹ سے اتنا پیسا ملے گا کہ ہمیں شاید اور ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ وفاقی حکومت سے اس پر بات کرکے ایک تو ہم اللہ کا جو حکم ہے اس پر پورا اتریں اور دوسرا یہ کہ یہ ہمیشہ کے لئے پیسا white ہوتا ہے، ایک پراپرٹی کو lesser value appear کر کے جو ہمیشہ کے لئے پیسا black ہو جاتا ہے۔ ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے جس کا نام میں intentionally نہیں لے رہا انہوں نے رجسٹریشن ایکٹ میں اس طرح کی amendment کی ہے، میری وزیر خزانہ سے بات ہوئی تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس کو بہت پسند کیا ہے۔ انہوں نے amendment یہ کی ہے کہ اگر رجسٹریشن کے وقت کسی پراپرٹی کو رجسٹرار یہ سمجھے کہ اس کی value کم دکھائی جارہی ہے تو on the behalf of the government وہ اس پراپرٹی کو 25 فیصد increase دے کر خرید لیتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اور وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس پر فوری طور پر قانون بنایا جائے تاکہ ہمیشہ کے لئے ہمارا صوبہ surplus ہو جائے۔

جناب سپیکر! معاملات یہ ہیں کہ اپوزیشن کے بہت اعتراضات ہیں لیکن ایجوکیشن سیکٹر میں تاریخی طور پر 273۔ارب روپے دینا، یقیناً آج سے دس سال پہلے تک جن سکولوں کی واقعی چار دیواریاں نہیں تھیں، ہمارے ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے معزز ممبران جانتے ہیں کہ وہاں پر ٹیچرز کے لئے لیٹرین نہیں تھیں۔ آج ان میں بیشتر سکولز update ہو چکے ہیں اور موجودہ بجٹ میں بھی ان کے لئے مزید پیسا رکھنا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ڈی ایچ اے میں 705 ایکڑ رقبہ جو IT Knowledge city کے لئے رکھا گیا ہے وہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ دانش سکولوں پر اکثر اعتراضات ہوتے ہیں لیکن دانش

سکولوں ہی کی وجہ ہے کہ آج ایک عام آدمی کا بچہ بہت کچھ سیکھ رہا ہے اور بہت کچھ پڑھ رہا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ سکولوں میں dropout بڑھ رہا ہے اور سکولوں کا dropout پکڑا جا سکتا ہے کہ سکولوں کے اساتذہ سے unionism ختم کیا جائے۔ جب وہ unionism ختم ہو تو ان کی بنیاد پر اور ان کی performance پر ان کو آگے لایا جائے۔ اس بات کو بھی دیکھا جائے کہ اگر 200 بچے کسی کالج میں داخل ہوئے ہیں لیکن جب امتحان ہوتے ہیں تو اس کا رزلٹ 70 بچوں کے لئے دیا جاتا ہے اور 130 بچوں کو dropout کیا جاتا ہے تاکہ کالج کا رزلٹ خراب نہ ہو۔ اس پر ہماری حکومت کو ضرور توجہ دینی چاہئے کہ اگر 200 بچے داخل ہوئے ہیں تو 10 فیصد سے زیادہ dropout نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے Resource Committee میں بھی گزارش کی تھی اور ابھی اس ایوان کی خدمت میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کو یقیناً services and sale tax کے net میں لایا جائے۔ یہ جس قیمت پر services دے رہے ہیں ان کو لازمی services کے sale tax net میں لایا جائے اور ان کو کسی صورت میں ignore نہ کیا جائے۔ اس پر counter argument یہ کیا گیا تھا کہ ابھی ہم تعلیم اور صحت کو ہاتھ نہیں لگا رہے لیکن اگر ہم نے تعلیم اور صحت کو ہاتھ نہ لگایا، جیسے کہا گیا کہ فوڈ کو ہاتھ نہیں لگایا تو پھر PC Hotel کو بھی exempt کر دیا جائے کیونکہ وہ بھی تو فوڈ ہی بیچتا ہے اسی لئے بنیادی طور پر ان کو tax net میں لانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں دوائیوں کی خریداری کو transparent کیا جائے۔ تمام کے تمام ٹینڈر چاہے وہ سی اینڈ ڈبلیو کے ہوں، اریگیشن کے ہوں، ہیلتھ کے ہوں یا کسی اور محکمے کے ہوں اس پر میری استدعا ہے کہ پبلک کے نمائندے جو اس ایوان میں موجود ہیں ان کا عمل دخل بڑھایا جائے اور ان کی بغیر recommendation کے کوئی billing نہ کی جائے۔ اگر آپ ان لوگوں کو جو پبلک سے باقاعدہ اعتماد کا ووٹ لے کر آتے ہیں تو اگر ان کو کسی بھی development اور purchase کے کاموں میں involve کریں گے تو یقین کیجئے کہ حالات بہت بہتر ہوں گے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ deciding authority کے ساتھ ہمارا کوئی بھی معزز رکن بیٹھے گا تو deciding authority سوچے گی کہ میں کس ریٹ پر ٹینڈر دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش ہے کہ جو TV پر unregistered دوائیوں کے مختلف اشتہار دیئے جا رہے ہیں اس کی وجہ سے ہمارا بجٹ بڑھ رہا ہے اور بیماریاں بھی بڑھ رہی ہیں ان کو روکا جائے۔ آپ کے اور وزیر خزانہ کے علم میں ہے کہ کسی قسم کی منی لانڈرنگ State Bank کے

rules کے خلاف ہے لیکن میں حیران ہوں کہ TV پر روزانہ money laundering گاڑیوں کے against، پراپرٹی کے against اور gold کے against ہو رہی ہے جو کہ ایک جرم ہے اور اتنا سخت جرم ہے کہ اس کی بہت بڑی سزا ہے لیکن یہ دھڑلے سے اشتہارات آرہے ہیں اور لوگوں کو لوٹا جارہا ہے۔اس پر حکومت کو فوری طور پر توجہ دینی چاہئے کہ اس قسم کے اشتہاروں کو بند کیا جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب پولیس کے لئے جو بجٹ بڑھایا گیا ہے وہ ایک اچھا اقدام ہے لیکن اس کے اندر میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے پورے سال میں پنجاب پولیس کی کسی بھی ضلع میں بھرتی نہیں کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو اس کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے وہ فنڈز lapse ہو گئے ہیں۔اس وقت پنجاب کا کوئی ضلع ایسا نہیں ہے جہاں پر بھرتی اور افرادی قوت پوری ہو۔ حق تو یہ ہے کہ جہاں تک maintenance کا پیسا ہے اس پیسے کے سخت audit کی ضرورت ہے۔ میں تیزی سے چل رہا ہوں مجھے پتا ہے کہ آپ نے میرے ساتھ کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس لئے میں ییلو کیب پر آ گیا ہوں اور میں نے کافی چیزیں چھوڑ دی ہیں۔ محترم وزیر اعلیٰ نے 50 ہزار ییلو کیب کا پنجاب کے لوگوں کو تحفہ دیا ہے۔ 20 ہزار گاڑیاں جو 2011 میں دی گئی تھیں اس کے رزلٹ انتہائی بہترین آئے ہیں اور ایوان کو یہ سن کر بہت خوشی ہو گی کہ اس کے repayment result بھی 99.5 فیصد آئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب ان 50 ہزار گاڑیوں کے اندر وزیر اعلیٰ نے ایک اور بہت بڑی مہربانی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ رورل یوتھ کے لئے بھی light commercial vehicles کو شامل کر دیا ہے۔ یہ light commercial vehicles وہ گاڑیاں ہیں جن کا Tonnage weight one ton or more than one ton ہے جس کی وجہ سے شہروں میں دودھ کی سپلائی، سبزیوں کی سپلائی، فروٹ کی سپلائی، برائلر اور اس قسم کے روزگار ہوں گے جس کا میں بڑا محدود اندازہ بتا رہا ہوں کہ ایک گھر میں انشاءاللہ تعالیٰ یہ گاڑیاں جو وزیر اعلیٰ نے اب شامل کی ہیں تقریباً ایک لاکھ روپے ایک خاندان کو ماہوار ملنا شروع ہو جائے گا۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے خدا کرے کہ اس سلسلے میں ہم کامیاب ہوں، ہمارے پچاس ہزار گھروں کو انشاءاللہ اتنا ہی پیسا ملنا شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جنگلات کے متعلق عرض کروں گا۔ میرے حلقہ میں چھانگا مانگا جنگل کے لئے تقریباً آٹھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں نے اس معزز ایوان میں بہت دفعہ یہ گزارش کی ہے کہ چھانگا مانگا کا جنگل اس وقت تک نہیں بچ سکتا جب تک اس کی چار دیواری نہ ہو کیونکہ وہاں پر

لکڑی کی چوری عام ہے۔ وزیر اعلیٰ نے 2009 میں اس پر احکامات بھی جاری کئے تھے لیکن آج تک چار دیواری کا کوئی کام نہیں ہوا لہذا میری وزیر خزانہ سے استدعا ہوگی کہ آٹھ کروڑ روپے میں سے on going scheme رکھ کر اس میں سے دو کروڑ روپے سے چار دیواری شروع کی جائے تاکہ یہ جنگل ہمیشہ کے لئے بچ جائے۔

جناب سپیکر! سروسز پر سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے، دکانداروں پر بھی سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے لیکن میں حیران ہوں اس بات پر، میں نے وزیر خزانہ سے بھی یہ عرض کی تھی کہ ان سپیشلسٹ ڈاکٹروں پر کیوں ٹیکس نہیں لگایا گیا جو روزانہ تقریباً آٹھ سے دس لاکھ روپے کما کر گھر جاتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو اس سے کیوں exempt کیا گیا ہے، ان وکلاء پر کیوں سیلز ٹیکس نہیں لگایا گیا جو ایک ایک کیس کے اندر ایک کروڑ روپیہ فیس لیتے ہیں؟ اگر ہم across the board tax نہیں لگائیں گے تو پھر جو لوگ ہم پر تنقید کرتے ہیں وہ یہ کہیں گے کہ اگر ہم ایک ورکشاپ والے پر بھی ٹیکس لگانے پر اتر آئے ہیں تو .Why not on these Professors جو ویسے بھی تین مہینے کی تاریخ دیتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو تین لاکھ روپے لینے کے بعد مریض کو جس حالت میں چھوڑتے ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اسی طرح یہ جو ریسٹورنٹس پر ٹیکس لگایا گیا ہے، میری یہ گزارش ہوگی اور پورے ایوان سے ہوگی کہ اسی ایوان نے جب شادی بیاہ کی رسومات پر دس بجے کا ٹائم مقرر کیا تھا، جب پونے دس بجے لائٹیں بند ہوتی ہیں تو کتنے لوگوں کی دعائیں آج اس ایوان کو ملتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہم ریسٹورنٹس کو جو پوری دنیا میں سات بجے بند ہو جاتے ہیں، سات بجے کے بعد کہیں کھانا نہیں ملتا سوائے casinos کے، اگر ہم ان کو بند نہیں کر سکتے تو پھر نو بجے کے بعد جو ریسٹورنٹس اپنا بزنس کرتے ہیں ان پر پچیس فیصد کے حساب سے سیلز ٹیکس لگایا جائے تاکہ odd hours میں جو لوگ hoteling کرتے ہیں اور odd hours سے میری مراد وہ بھی ہے، آپ سمجھ رہے ہیں کہ odd hours جو ہیں وہ کہاں تک جاتے ہیں۔ ان odd hours کے اندر جب تک hoteling بند نہیں کریں گے اس وقت تک معاملات بہتر نہیں ہوں گے۔ جو حکومت ہے وہ اصل میں guardian ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ماں باپ سے پہلے بھی گورنمنٹ کا حصہ ہے کہ وہ as a guardian اس کو روکے۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس 2013 کے الیکشن میں جو کچھ چیزیں interesting تھیں اس میں ایک اور interesting چیز یہ ہے کہ تمام جو پولیٹیکل پارٹیز ہیں وہ اپوزیشن میں بھی ہیں اور گورنمنٹ میں بھی ہیں۔ ابھی قائد حزب اختلاف نے جو تقریر فرمائی اس میں انہوں نے پنجاب کے حوالے سے black paint کیا، تھوڑی سی comparative study میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ بجٹ کے اندر ہمارے جو مختلف اقدامات ہیں اور جو بجٹ کے اندر announce کئے گئے ہیں، ان پر انہوں نے جو تنقید کی میرے خیال میں وہ شاید بھول گئے اور ان کی دلچسپی کے لئے میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میٹرو بس کا منصوبہ، لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن، طلباء کے لئے سکالر شپ، شہروں میں بچت بازار کے منصوبے، شمسی توانائی سے چلنے والے واٹر پمپس، صاف پانی اور ہیلتھ انشورنس سکیم جیسے منصوبے جو ہیں وہ خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر پنجاب حکومت کی تقلید کرتے ہوئے شامل کئے گئے ہیں۔ میں کس بات کو صحیح مانوں کہ ایک طرف پنجاب کے ایوان کے اندر کھڑے ہو کر ان منصوبوں کی مخالفت کی جا رہی ہے اور دوسری طرف خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر ان تمام منصوبوں کی تقلید کی گئی ہے اور اس میں دو تین ابھی important اور interested چیزیں ہیں، ابھی جو انہوں نے گورنمنٹ ملازمین کی دس فیصد تنخواہ کے بارے میں جو کچھ کہا، اتفاق کی بات ہے کہ سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور خیبر پختونخوا میں پی ٹی آئی کی حکومت ہے، دونوں نے ہی 10 فیصد اضافہ رکھا ہے۔ وہاں پر تو کسی نے ان کو منع نہیں کیا تھا وہاں پر سندھ میں اور خیبر پختونخوا میں پچاس فیصد اضافہ کیوں نہیں کر دیتے ان کو اس سے کسی نے نہیں روکا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات اس میں دیکھنے والی یہ ہے کہ خیبر پختونخوا کا جو بجٹ ہے اور پنجاب کا جو بجٹ ہے تعلیم اور صحت میں پنجاب کا بجٹ خیبر پختونخوا کے بجٹ سے 6 فیصد زیادہ ہے۔ مجھے یہ بھی بڑا interesting لگا جب میں نے خیبر پختونخوا کے بجٹ پر تھوڑی سی ریسرچ کی، پچھلی دفعہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جو خیبر پختونخوا کا بجٹ تھا وہ 60 فیصد surrender کیا گیا ہے اور فروری 2014 میں پہلا منصوبہ پشاور کے اندر شروع کیا گیا اور اس سے پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں آپ اپنی بات کریں، آپ صوبہ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! عام بحث میں میرا حق ہے اور میں comparative study کی بات کر رہی ہوں کچھ کچھ facts and figures یہاں دینا ضروری ہیں۔ اس کے بعد ابھی

انہوں نے austerity کی بات کی جس پر اپوزیشن لیڈر نے بہت emphasis کیا میں ان کو یہ بتادوں کہ جو دس مرلہ کا گھر خیبر پختونخوا کے بجٹ کے اندر کہا گیا تھا، خود خیبر پختونخوا کے فنانس منسٹر نے اس بات کو اپنی پوسٹ بجٹ تقریر میں کہا کہ اس کی وزراء کی طرف سے مخالفت کی گئی ہے اور خیبر پختونخوا کے جو وزراء ہیں وہ austerity چاہتے ہیں اور نہ ہی وہ دس مرلہ کا گھر چاہتے ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے جو خیبر پختونخوا کے سکول ہیں سٹوڈنٹس کے لئے ،ٹاٹس کے لئے 79.80 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ طالبان کا آفس کھلوانے کے لئے پی ٹی آئی تیار تھی لیکن وہاں کے بچوں کو فرنیچر دینے کے لئے پی ٹی آئی تیار نہیں ہے اور وہاں کے بچوں کو ٹاٹوں پر بٹھایا جارہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے سنا ہے کہ خیبر پختونخوا میں لاء اینڈ آرڈر کی situation بہت خراب ہے اور پچھلی دفعہ پولیس کے لئے 23 بلین روپے رکھے گئے تھے جو کہ اس دفعہ 27 بلین روپے کر دیئے گئے ہیں اور یہ بھی تنخواہوں کی مد میں ہیں یعنی ایک پائی کا بھی اضافہ کیا گیا، کوئی equipment خریدنے کے لئے اور نہ ہی ان کی ٹریننگ کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہے بلکہ اس کے مقابلے میں پنجاب میں 16 فیصد پنجاب کی لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر کرنے کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز جن کے اوپر اپوزیشن نے بہت hue and cry کیا اور پچھلے بہت دنوں سے، ہمیں بہت کچھ اس ایوان میں دیکھنے کو ملا، میں آپ سے صرف گزارش یہ کرنا چاہتی تھی کہ خیبر پختونخوا کے اندر اپوزیشن کے جو 46 ممبران ہیں ان کو ایک پائی بھی ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! دوسری interested بات یہ ہے کہ جہاں تک foreign aid کی بات ہے خیبر پختونخوا گورنمنٹ کے اندر 75 پراجیکٹس جو ہیں وہ یو ایس ایڈ اور foreign aid پر چل رہے ہیں جس پر 39.7 بلین روپے foreign loan لے رہے ہیں اور 27.3 بلین روپے collation funds سے حاصل کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پنجاب کی طرف آئیں، پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت نہیں ہونا چاہئے، کچھ کرکے تو دکھائیں یہ تو تبدیلی کے نام پر منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ تو تبدیلی کے نام پر آئے ہیں، جب مشرف نے takeover کیا تھا ہم اس کے دور میں ماریں کھارہے تھے، ہم اس وقت جیلوں میں جارہے تھے جمہوریت ہمیں

پلیٹ میں رکھ کر کسی نے پیش نہیں کی اور انہوں نے جو بھی کہا ہم نے ڈیڑھ گھنٹہ ان کی بات سنی، عام بحث کے اندر آپ رولز نکال کر دیکھ لیجئے میں اپنی بات کر سکتی ہوں، میں تو comparative study کے متعلق بات کر رہی ہوں کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے اور خیبر پختونخوا میں کیا ہو رہا ہے؟ 39.7 بلین foreign aids اور loans ہیں اور 27.3 بلین collation funds کی مد میں خیبر پختونخوا گورنمنٹ حاصل کر رہی ہے [********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ آپ اپنی بات کریں، صوبہ پنجاب کی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اپنی ہی بات کر رہی ہوں اگر آپ میری بات دھیان سے سن لیں تو میں صرف comparative study نہیں کر رہی، اپنی بات بھی کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے بغیر یہاں پر کہہ رہا ہوں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ بھی تبدیلی کے نام پر آئے ہیں، اپنی بات کرنا میرا حق ہے وہ مجھ سے کوئی نہیں لے سکتا۔ ان کے وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ کرپشن رشوت اور دہشت گردی کی مثالیں خیبر پختونخوا کے اندر موجود ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوا کے اندر کرپشن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ سے کہیں کہ وہ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ان کے فنانس منسٹر کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کرپشن موجود ہے، کل سوشل میڈیا پر ایک پی ٹی آئی کے ووٹر نے لکھ کر بھیجا کہ:

رخ روشن تو روشن ایک پہلو بھی نہیں نکلا
جسے ہم چاند سمجھتے تھے وہ جگنو بھی نہیں نکلا

جناب سپیکر! یہ حالت ہے ان کی governance کی کہ جہاں یہ ڈویلپمنٹ نہیں کر سکتے، جہاں کرپشن پر وزیروں کو نکالتے ہیں لیکن ایک کیس رجسٹرڈ نہیں کرتے اور ان کے نکالے گئے وزیر عمران خان اور جہانگیر ترین پر کرپشن کے الزامات لگاتے ہیں، اس کی clarification آج تک نہیں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آئی یہ وہ حقائق ہیں۔ یہ ایک طرف تو پنجاب کی عوام سے ووٹ مانگتے ہیں، پنجاب کی عوام سے cess مانگتے ہیں اور دوسری طرف اسی پنجاب کی عوام کے بجٹ پر ان کے ساتھ ناانصافی کی بات کرتے ہیں، ان کا حق چھیننے کی بات کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف جناب محمد عارف عباسی، محترمہ شُنیلا رُوت،
جناب آصف محمود، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان اور محترمہ راحیلہ انور نے اپنی نشستوں
سے کھڑے ہو کر کہا کہ محترمہ پنجاب کی بات کریں)

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ اب ٹائم نہیں ہے اس لئے آپ اسے wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے بجٹ کے اندر تین چار چیزیں بہت important ہیں جن کو highlight کرنا ضروری ہے۔ میرے خیال میں ان کے لئے dose زیادہ ہو گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے جو شادی کے بل کا فیصلہ کیا ہے میں اسے support کرتی ہوں اور مطالبہ کرتی ہوں کہ اسے جلد از جلد پنجاب اسمبلی میں پیش ہونا چاہئے۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! زراعت پر سبسڈی بہت اچھی بات ہے پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اس پر سبسڈی زراعت کی flourish کرنے کے لئے ہو گی۔ بڑے گھروں پر ٹیکس بہت ضروری ہے جو بڑے بڑے گھروں میں رہتے ہیں اور غریبوں کی بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ٹیکس دینا ان کا قومی فریضہ ہے اور انہیں ٹیکس دینا چاہئے۔ ڈے کیئر سنٹر کی بات ہے، وو چرز کی بات ہے، خواتین کے لئے قرضوں کی بات ہے یہ appreciable ہیں انہیں اسے appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہتی ہوں کہ میٹرو بس یہ سب منصوبے گھر میں بیٹھ کر نہیں کئے جا سکتے۔ محنت کر حسد نہ کر۔ بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے no no کی آوازیں)

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔ سردار وقاص حسن موکل صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے خیبر پختونخوا کی بات کی ہے میں on record کہنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں اپوزیشن کے ہر ایم پی اے کو تین تین کروڑ روپیہ ملا ہے۔ آپ کا جو گورنر

بنا ہے وہ اپنی سیٹ چھوڑ چکا ہے اسے بھی تین کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ بات ریکارڈ کا حصہ بنائی جائے کہ خیبر پختونخوا کے ہر ایم پی اے کو تین کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور جو گورنر ہاؤس میں بیٹھا ہے اسے بھی تین کروڑ روپیہ ملا ہے۔

جناب سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ تین تین کروڑ روپے کے سلسلے میں غلط بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! رہنے دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! عمران خان صاحب تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں اور یہ خود بتا رہے ہیں کہ تین تین کروڑ روپے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں کی مہربانی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! خیبر پختونخوا میں ہر ایم پی اے کو ڈویلپمنٹ کے لئے تین تین کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

آپ کی مہربانی۔ آپس میں اس طرح باتیں نہ کریں۔ مؤکل صاحب! آپ کا ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں میں سب سے پہلے یہ بات کروں گا کہ Medium Term Development Framework کی booklet ہے۔

جناب سپیکر: کون بیٹھے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: وزیر خزانہ!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بیٹھے ہیں، صبح سے تشریف فرما ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 19 پر E-Youth Initiative ہے میں اس کی پہلی لائن پڑھ دیتا ہوں میرے خیال میں اس سے کافی کارکردگی سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے پڑھی جا چکی ہے۔ اب آپ دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ایک لائن پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف نے اسے پڑھا ہے۔ جی، سردار وقاص حسن موکل!

SARDAR VICKAS HASSAN MOKAL: Mr Speaker! Chief Minister Punjab was launched an initiative for provision of Laptop

میرے خیال میں وزیر اعلیٰ یا وزیر خزانہ اسے ٹھیک کروالیں چونکہ یہ ہمارا official document ہے اور اس کے اندر basic انگریزی کی غلطیاں ہیں۔ پہلے صفحے کی پہلی لائن میں غلطی ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 19 پر E-Youth Initiative پہلی لائن میں Chief Minister Punjab was launched میرے خیال میں وزیر اعلیٰ صاحب اس پر بُرا منا جائیں گے لہذا یہ اسے ٹھیک کروالیں۔ میں documents کے reference کے point of view سے پہلے یہ بات note کرانا چاہتا ہوں۔ میں اگلی بات یہ کہوں گا کہ میں نے ابھی اس document کے اندر پڑھا ہے کہ ہائر ایجوکیشن، یوتھ اور ہیلتھ اگر آپ کہیں گے تو میں صفحہ نمبر اور باقی reference بھی دے سکتا ہوں اور یہ میرے پاس ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی support میں جو بات کرنا چاہتے ہیں مجھے کیا اعتراض ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ٹائم کی کمی کا مسئلہ بھی ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم کی کمی تو سب کے لئے ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! بجٹ 15-2014 کے اندر حلقہ پی پی۔180 میں ایک روپے کی بھی سکیم نہیں ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ کیا حلقہ پی پی۔180 صوبہ پنجاب سے باہر ہے، کیا اس کے ایک لاکھ اٹھاون ہزار رہائشی پنجاب اور پاکستان کا حصہ نہیں ہیں اور کیا ان کو صرف اس چیز کی سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے ممبر کو منتخب کر دیا ہے جو اس پارٹی کا نہیں ہے؟ یہ official document ہے جس کے اندر پورے پنجاب کے Medium Development Framework کی بات ہو رہی ہے۔ اس document کے مطابق اگلے ایک سال میں اس حلقے میں ایک پائی حکومت پنجاب کی نہیں لگ رہی۔ آپ یہاں پر تنقید کی بات کر رہے ہیں، آپ یہاں پر point scoring کی بات کر رہے ہیں لیکن میں اس عام آدمی کی بات کر رہا ہوں جو اس ملک کا، اس صوبے کا، اس حلقے کا رہائشی ہے۔ میں اور آپ جا کر اسے کیا جواب دیں گے؟ اچھا بجٹ ہوگا، balanced budget ہوگا، ہر چیز

covered ہو گی لیکن وہ پاکستانی وہ پنجاب کے رہنے والے وہ ووٹرز کیا کریں گے؟ یہ میرا صرف سوال تھا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے اس صوبہ پنجاب کا ہر شہری 4510 روپے کا مقروض ہے جس میں ہم بھی شامل ہیں۔ شاید ہم تو 4510 روپے دے سکیں یہ بجٹ کے اس تناظر میں بات ہو رہی ہے کہ ہم نے ایک ہزار ارب روپے کا بجٹ دے دیا ہے لیکن ہم قرضہ کدھر لے کر گئے ہوئے ہیں۔ میں مختصراً بات کروں گا چونکہ میرے خیال میں ان باتوں کا کسی طرف بھی کوئی اثر نہیں ہونا۔یہاں پر محترمہ نے بات کی تھی کہ آنے والے بجٹ میں 70 لاکھ لوگ جو اس وقت دو ڈالر یا دو سو روپے سے کم پر جی رہے ہیں انہیں بہتر کیا جائے گا اور انہیں poverty line سے اوپر لایا جائے گا۔ میرے خیال میں اس سے پہلے پچھلے چھ سالوں میں جو تین کروڑ لوگ poverty line سے نیچے چلے گئے ہیں ان کا بھی جواب دینا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں سوشل ویلفیئر میں تمام سماجی بہبود کی بات ہوتی ہے 2.09۔ارب روپیہ پچھلے سال رکھا گیا تھا اور اس سال 900 ملین روپیہ دیا ہے۔اگر ہم سوشل ڈویلپمنٹ کی بات کر رہے ہیں تو ہم پیسوں کی کمی کیوں کر رہے ہیں؟ 3500 یونین کونسلز کے لئے 6۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ 17 لاکھ روپیہ فی یونین کونسل آتا ہے۔وزیر خزانہ سے میرا یہ سوال ہے اور باقی سارے ممبران بھی بیٹھے ہیں سب اپنے حلقوں میں کام کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 17 لاکھ روپے میں کون سی یونین کونسل میں کون سا کام ہو گا؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے جو سب کے لئے ہے، میں نے تو پہلے ہی آپ کو بتا دیا ہے کہ میرے حلقے میں ایک پائی بھی نہیں آنی لیکن ان کی یونین کونسلز کے اندر 17 لاکھ روپے میں پورا سال چلانا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آشیانہ سکیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں on record بات کی اور میں اسے quote کر سکتا ہوں کہ چار سکیمز ختم ہو چکی ہیں۔ پچھلے اجلاس میں میرے ہی سوال میں جواب دیا گیا تھا کہ ایک سکیم مکمل ہو گئی ہے شاید 290 سے پانچ اوپر یا پانچ نیچے گھر مکمل ہو چکے ہیں اور 300 کچھ مکمل ہو جائیں گے اور اگلی سکیم ابھی table work پر ہے۔یہ کس کے ساتھ جھوٹ بولا جا رہا ہے؟ تقریر انہوں نے لکھی ہے یہ اپنے facts and figures ہی ٹھیک کر لیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا، اپوزیشن کیا کوئی بھی سوال نہیں کر سکتا، کون challenge کرے گا

کہ انہوں نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں لیکن print کے اندر ہی discrepancy ختم کر دیں کم از کم جھوٹ تو uniform ہو جائے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ ان کی تقریر کی چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے متعلق عرض کروں گا کہ میں بھی اور آپ بھی لاہور جنرل ہسپتال سے گزرتے ہیں وہاں پر آپ نے نیورو سنٹر کی چھ منزلہ عمارت دیکھی ہے وہ ابھی تک کس وجہ سے مکمل نہیں ہوئی؟ یہ ایک بنیادی سا سوال ہے کہ پیسوں کی کمی کی وجہ سے، دکھ کی وجہ سے، رنج کی وجہ سے یا سیاست کی وجہ سے؟ ایک ایک بیڈ پر تین تین مریض ہیں۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے اور یہ سارے ایوان کے ہر ممبر کو پتا ہے چونکہ جس کا کوئی بیمار ہوتا ہے، جس کا کوئی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے وہ ہم سے فون کروا کر جاتا ہے صرف اس لئے کہ اس بیڈ میں تیسرا حصہ مل جائے۔ فیصل آباد اور بہاولپور میں برن یونٹس نہیں بنے، جل جانے سے جو زخم ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ جب مریض کو ہوش آتا ہے تب اس کا دکھ اور درد شروع ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے مار دو۔ جناح ہسپتال میں 200 بیڈز کہاں ہیں؟ میں آپ کو پرسوں کی اپنی آنکھوں دیکھی بات کر رہا ہوں کہ جناح ہسپتال کی آرتھوپیڈک ایمرجنسی وارڈ کے اندر پنکھا نہیں ہے۔ میں اپنے ایک مریض کے ساتھ وہاں پر گیا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ اس بجٹ میں شاید پنکھے آ جائیں۔ اربوں کھربوں روپے کا یہ بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے ہے۔ آپ، میں یا اس ایوان میں سے شاید بہت کم لوگ اس ہسپتال میں جائیں۔ ہم بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ سیاست اپنی جگہ پر ہے لیکن اس سوال کا جواب بھی دے دیں کہ کیا اس ہسپتال میں جانے والے لوگوں کا یہ حق نہیں کہ ان کو صحت کی سہولتیں میسر آئیں؟ اسی طرح میرا ایک چھوٹا سا مزید سوال ہے۔ اس کو آپ بے شک سیاسی پوائنٹ سمجھ لیں لیکن میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا۔ کیا آپ کے اس پورے ایوان میں ایک بھی قابل ممبر یا وزیر نہیں ہے جو کہ محکمہ صحت کا وزیر بن سکے؟ آپ نے مشیر صحت اور پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت لگا دیا لیکن محکمہ صحت کا کوئی وزیر نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان سوالوں کا جواب وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں ضرور دیں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! جناح ہسپتال میں سپلٹ یونٹس لگے ہوئے ہیں اس لئے پنکھے کی ضرورت نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ میرے ساتھ ابھی چلیں تو میں ان کو دکھا دوں گا کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں لگا ہوا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔اب میں چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، ممبران اسمبلی اور سیکرٹری صاحبان کو پنجاب کی تاریخ میں ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ کا بہترین اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیراعلیٰ پنجاب اس صوبے کو ایک محفوظ، خوشحال، تعلیم یافتہ، معاشی طور پر مستحکم، صنعتی اور زرعی صوبہ بنانے کی خواہش اور شوق رکھتے ہیں۔آج میں یہ ضرور کہوں گا کہ:

سو جاؤ عزیزو کہ فصیلوں پر ہمہ وقت
ہم لوگ ابھی زندہ و بیدار کھڑے ہیں

جناب سپیکر! ہم نے اقتدار اس وقت سنبھالا جب یہ ملک اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔یہاں پر پٹرول اور گیس کی قلت تھی، صنعتیں بند ہو چکی تھیں، دہشت گردی کا دور دورہ تھا، اداروں کا ٹکراؤ تھا اور سابق حکمران خزانوں کو گدھوں کی طرح نوچ کر کھا چکے تھے۔مزدوروں کے چولہے ٹھنڈے ہو چکے تھے، غریب اپنے بچے بیچنے پر مجبور ہو چکے تھے، انڈسٹری تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی، معیشت نزاع کے عالم میں تھی اور پاکستان دنیا میں تنہا ہو چکا تھا۔۔۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! معزز ممبر لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔اس کی اجازت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہوں نے points لکھے ہوئے ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! صوبائی حکومتوں میں تعصب کی فضا پیدا ہو چکی تھی۔میں ان حالات میں اپنے قائد سے صرف یہ کہوں گا کہ:

اَے وطن تُو نے پُکارا تو لہو بول اُٹھا
تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

جناب سپیکر! پاکستان کی ذمہ داری سنبھالنے پر میں اپنے made in Pakistan قائد میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میرا قائد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایٹمی طاقت کا لوہا منوانے کے بعد ملک میں دہشت گردی کو ختم کرنے کا عزم لے کر آیا ہے۔ملک میں تعلیم کو لوگوں کے گھروں تک پہنچانے،ملک میں صنعتیں لگانے،ملک سے بے روزگاری ختم کرنے،غریب مزدور کا چولہا جلانے اور غریبوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں مفت مہیا کرنے کے لئے میرے قائد نے پاکستان کی باگ ڈور سنبھالی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ملک پاکستان کو میرے قائد کی طرح کوئی اور مائی کا لال نہیں سنبھال سکتا۔یہ وہ پاکستان ہے کہ جس کے ساتھ ایران کے تعلقات بہتر ہو چکے ہیں۔اس پاکستان کو چائنا نے اربوں روپے کی امداد مہیا کی ہے۔اس ملک پاکستان کے ساتھ سعودی عرب نے پیار کیا ہے۔ میرے قائد نے ایک سال کے اندر اندر ان ملکوں کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بہتر بنائے ہیں۔اس ملک کے نظام کو بہتر کرنے اور اس کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ پاکستان میں نواز شریف جیسا قائد نہیں مل سکتا۔وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے غیر ملکی دوروں کی وجہ سے پاکستان کو 35۔ارب ڈالر کا package ملا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنا بڑا package کوئی بھی لے کر نہیں آیا۔ میرے قائد نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنایا اور میرے قائد نے پاکستان میں موٹروے بنائی ہے۔آپ صوبہ خیبر پختونخوا کو دیکھ لیں۔وہاں پر ابھی تک سڑکیں بھی نہیں بن سکیں۔یہ کس سے مقابلہ کرتے ہیں؟ میرے قائد نے اب لاہور سے کراچی تک موٹروے بنانے کا عزم کیا ہے۔ میرے قائد نے گوادر سے لے کر چائنا تک ریلوے لائن کا منصوبہ دیا ہے۔اللہ کے فضل وکرم سے میرے قائد میں عزم اور سوچ ہے۔ میرے قائد نے نندی پور کا منصوبہ سات ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل کیا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ کوئی اور مائی کا لال اس منصوبہ کو اتنی جلدی مکمل نہیں کر سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب تشریف رکھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! ابھی دو منٹ رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آخر میں اتنا ہی کہوں گا کہ:

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تب بھی
تیرے عَلم کو نہ جُھکنے دُوں گا

اَے پاک دھرتی میں تیرا بیٹا
تیری حرمت پر کٹ مروں گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب۔ میاں صاحب! وقت کا خیال کیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو ظُلم ہے۔

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا تقریر کروں گا اور حزب اختلاف کی باتوں کا کیا جواب دوں گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ شروع تو کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ اور اگر مروت فرمادیں گے تو مزید شکریہ

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کے بجٹ کے لئے تین factors نہایت اہم ہوتے ہیں۔ پہلا معروضی حالات، دوسرا دستیاب وسائل اور تیسرا factor ترجیحات کا ہوتا ہے۔ ان تینوں factors کی بنیاد پر ہمیشہ ہر ملک اپنا بجٹ تیار کرتا ہے۔ ہمارے معروضی حالات جس طرح کے ہیں وہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ دستیاب وسائل کے بارے میں قائد حزب اختلاف یہاں پر بات کر کے گئے ہیں تو میں خود اُن سے اتفاق کرتا ہوں کہ حالات تو ایسے ہی تھے۔ انہوں نے ایک شعر پڑھا تھا کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ 50/40 سال پہلے میں نے ایک لازوال ڈرامہ دیکھا تھا جس پر صدارتی پرائیڈ آف پرفارمنس بھی دیا گیا تھا وہ ڈرامہ "مرزا غالب بندر روڈ پر" تھا۔ میر تقی میر اور مرزا غالب قبرستان سے روتے ہیں اور ڈائیلاگ یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اور مرزا غالب فرماتے ہیں:

قرض کی پیتے تھے مَے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب سپیکر! یہ "عطار" اور "لونڈا" تو 1948 سے ہمارے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف یا میاں محمد شہباز شریف نے آج ان کو ساتھ نہیں ملایا بلکہ یہ 1948 سے ہمارے ساتھ وابستہ ہیں اور تب سے قرضوں کی مے پی رہے ہیں۔ یہ جو موجودہ بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ غریب دوست، عوام دوست، متوازی، متحرک، ترقیاتی اور social welfare, revolutionary programme کا ایک road map ہے۔ اس پر میں وزیراعلیٰ صاحب کے vision کو بھی مبارکباد دیتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ پی اینڈ ڈی والوں کو، حکومت کے سیکرٹریوں کو، وزیر خزانہ کو اور اُن سب لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے یہ بجٹ تیار کرنے میں مدد دی ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ کے ترقیاتی پروگرام سیکرٹریوں کے حلقوں کے بنائے گئے ہیں یا معزز ممبران کی صوابدید پر اُن کے حلقوں کے ترقیاتی پروگرام بنائے گئے ہیں؟ آپ سارا بجٹ دیکھیں گے تو آپ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کی وجہ سے موٹی موٹی باتیں کرتا ہوں۔ جنوبی پنجاب کی جو محرومیت اور پسماندگی تھی اور جنوبی پنجاب سے میرے ایک بڑے ہی پیارے دوست یہ کہا کرتے تھے:۔

میں تسی، میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

او بھائی! آپ کی پسماندگی اور محرومی پر جو اتنا بجٹ دیا گیا ہے اُس سے کچھ نہ کچھ اشک شوئی تو ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر میں یا کتابوں میں جو بجٹ تخمینہ دیا گیا ہے اب میں اُن منصوبہ جات کا فرداً فرداً ذکر کروں تو اور بھی وقت لگے گا لہذا میں منصوبہ جات کی بات نہیں کرتا بہر حال بجٹ کے اندر جتنے بھی منصوبہ جات دیئے گئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ ایک حلقہ کے ایم پی اے کو جو بجٹ ملتا ہے اُس سے وہ سب لوگوں کو خوش نہیں کر سکتا کیونکہ اُس سے اُس کے لوگوں کی محرومی اور پسماندگی دُور نہیں ہو سکتی۔ اسی طریقہ سے پنجاب کا بجٹ ساریاں خوش فہمیاں نہیں لا سکتا جس طرح کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے اور وہ بھی ترجیحات کی بنیاد پر ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہاں پر ایوان میں جو نقشہ کشی بیان فرمائی ہے ہمیں اس سے اختلاف بھی نہیں کیونکہ ہر آدمی یہی کچھ نتائج نکالتا ہے۔ اس بات کے بارے میں کوئی نہیں سوچتا کہ یہ نتائج کیوں برآمد ہوئے اور ان نتائج کے ذمہ دار کون لوگ ہیں اور اس کی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ یہ میاں محمد شہباز شریف یا میاں محمد نواز شریف کا گناہ نہیں ہے، یہ سلسلہ تو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ میں اس حوالہ سے اُن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اُن کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اُن دنوں میں یہی کچھ تھا کہ:

وہی حالات ہیں فقیروں کے، دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
دیس کا ہر بلاول ہے مقروض، پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

جناب سپیکر! یہ ہماری قومی حالت تھی لیکن آج اس معزز ایوان میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ غریب کی غریبی دُور کرنے اور غُربت کی لکیر سے نیچے رہنے والوں کو اُٹھا کر ایک ترقی یافتہ ماحول میں زندہ رہنے کے حوالہ سے ایک عوام دوست اور غریب دوست بجٹ ہے۔ آج کے معروضی حالات اور دستیاب وسائل میں ایک بہت اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے جس پر میں نے سب کو اس بات کی مبارکباد دی ہے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ کب بدلیں گے ہمارے حالات؟ ہمارے ملک میں بار بار مارشل لاء آنے کے باعث ہماری قوم مختلف دھڑوں میں تقسیم ہے، قومی فرقہ واریت، مذہبی فرقہ واریت، الیکشن کے پیدا کردہ دھڑے اور مفاد یافتہ طبقات پیدا کرنے کی وجہ سے یہ سارے حالات بنے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو زیادتی ہوگی کیونکہ سپیکر صاحب نے ہمارے احتجاج پر دس منٹ کا وقت مقرر کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تو بہت کچھ عرض کرنا ہے۔ آپ لوگوں کے لئے وقت بڑھا سکتے ہیں اور دن بھی بڑھا سکتے ہیں۔ یہ تو گفتن، نشستن، برخاستن والی بات ہے جبکہ میں نے law and order اور تعمیر و ترقی کے حوالہ سے اپنے حلقہ کی بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ wind up کرتے ہوئے اپنی آخری بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ان لوگوں نے کتنے گھٹیا hoarding board لگا کر وزیر اعلیٰ پنجاب کے کردار کو کس طریقہ سے خراب کرنے کی کوشش کی ہے؟ فرض کریں کہ اگر یہ حکومت، پاکستان تحریک انصاف کی ہوتی تو کیا یہ ایک سال کے اندر اندھیرے دُور کر سکتی تھی؟ اب جو اندھیرے دُور کرنے کا road map یا پروگرام بنا ہے یہ لوگ اسی سے خوفزدہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے ابھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بس ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ جی، رانا بابر حسین صاحب!

رانا بابر حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد دوں گا کہ جنہوں نے تاریخی بجٹ دیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف گفتن، نشستن، برخاستن والی بات ہے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اقتدار میاں محمد رفیق واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا بابر حسین صاحب! آپ بات کریں۔

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق پلان تھا کہ عام آدمی پر ٹیکس نہ لگایا جائے، جو لوگ luxury life گزارتے ہیں ان سے ان کی حیثیت کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے اور وہ پیسا عوام دوست پالیسی کے تحت جس طرح پنجاب گورنمنٹ نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنائی ہے ایسی ہاؤسنگ سکیموں پر خرچ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کے نظام میں جو بدانتظامی ہے اس سسٹم کو بہتر کیا جائے تاکہ ٹیکس کی collection کو بہتر کیا جا سکے، ٹیکس کے نظام کو عام آدمی کے لئے قابل فہم بنایا جائے جس سے ٹیکس دینے والوں کو ٹیکس کی ادائیگی میں آسانی ہو۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریباً ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا ہے جو گورنمنٹ کا پلان تھا کہ یہ پیسا تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی، صنعت، توانائی اور انفراسٹرکچر پر خرچ کیا جائے۔ آپ کی طرح میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ میرے شہر سے جنوبی پنجاب شروع ہوتا ہے اور آپ کے شہر پر ختم ہوتا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بدقسمتی سے جنوبی پنجاب کے نام پر بہت سے سیاستدانوں نے اس ملک اور اس صوبہ کا استحصال کیا، جنوبی پنجاب کے نام کو بیچا گیا، جنوبی پنجاب کے نعرے کو بیچا گیا لیکن کسی نے اس صوبہ کے اس حصہ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب کا بڑا شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے پچھلے تین سال میں جنوبی پنجاب جس کی آبادی پورے پنجاب کی آبادی کا 32 فیصد ہے کو بجٹ کا 32 فیصد حصہ دیا اور اس دفعہ مہربانی کرتے ہوئے ہمارا حصہ 4 فیصد بڑھا دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس مالی سال میں 119-ارب روپے سے جو منصوبے شروع کئے گئے ہیں وہ جب ختم ہوں گے تو انشاء اللہ ان پر تقریباً 263-ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہوگا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جنوبی پنجاب میں اتنے بڑے بڑے لوگ جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے میں نام نہیں لینا چاہتا لیکن حقیقی معنوں میں کسی نے اس کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ اتنے بڑے منصوبے ہیں کہ اگر یہ تمام منصوبے مکمل ہو گئے تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو جنوبی پنجاب کی پسماندگی کا نعرہ لگاتے تھے ان کا یہ نعرہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ الیکشن میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اس حصہ میں کمزور سمجھا جاتا تھا اور یہاں مردہ لوگوں کو کندھوں پر اٹھا کر جنوبی پنجاب اور سرائیکی صوبہ کا نعرہ لگایا گیا۔ میں جنوبی پنجاب کے عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کھوکھلے نعرے کو اور کرپشن زدہ لوگوں کے اوپر اعتماد نہیں کیا بلکہ صحیح معنوں میں جو پاکستان کے عوام کی ترجمانی کرتے ہیں وہ لوگ، وہ حکمران یا وہ لیڈر جن پر ایک پیسے کی کرپشن کا الزام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک ایم پی اے ہونے پر میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہماری وفاقی اور صوبائی حکومت میں نہ صرف وزراء بلکہ تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز میں سے کسی کے اوپر الحمدللہ ایک ٹکے کی کرپشن کا الزام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ وجہ ہے کہ چائنا جیسا ملک پاکستان اور اس کی لیڈرشپ پر اعتماد کرتے ہوئے اگلے چند سالوں میں انشاء اللہ 32-ارب ڈالر کی investment پاکستان میں کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہی پاکستان ہے جہاں چند سال پہلے پچھلی حکومت میں جب ہر صبح ہوتی تھی تو ایک نیا سکینڈل سامنے آتا تھا، ہر روز کی خبر ہوتی تھی کہ سپریم کورٹ نے آج فلاں محکمہ کے

چیف ایگزیکٹو کی کرپشن کے خلاف suo motu action لے لیا یہاں تک کہ حج کرنے والے لوگوں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ نے صرف deliver ہی نہیں کیا، صرف نیک نامی ہی نہیں کمائی بلکہ الحمدللہ ایک standard set کیا ہے تاکہ پاکستان سے باہر بیٹھے ہوئے لوگوں کو پتا چل سکے کہ پاکستان کے حکمران کتنے صاف ستھرے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے سابقہ دور حکومت میں ایک منصوبہ میٹرو بس کے نام سے تھا۔ اس کو اتنے غلط نام دیئے گئے، اس پر بے جا تنقید کی گئی لیکن الحمدللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی کامیابی ہے کہ ایسا منصوبہ پنجاب حکومت نے دیا کہ وہ لوگ جو تنقید کرتے تھے آج وہی لوگ سندھ اور خیبر پختونخوا میں اس کی نقل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح یہ لوگ دانش سکول پر تنقید کرتے ہیں میں دعوی کرتا ہوں کہ بہت جلد آپ سنیں گے کہ صوبہ سندھ اور صوبہ خیبر پختونخوا میں یہ دانش سکول شروع کرنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے اندر گورنمنٹ نے خاص طور پر جو منصوبے شروع کئے ہیں جیسے رحیم یار خان میں خواجہ فرید انجینئرنگ یونیورسٹی، رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کمپلیکس اور بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام ہے۔ بہاول وکٹوریہ ہسپتال کو upgrade کیا گیا ہے۔ ملتان، وہاڑی، ڈی جی خان، مظفر گڑھ اور ضلعی ہسپتالوں کو upgrade کیا گیا۔ بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام، ملتان میں صوبہ کی طویل ترین میٹرو بس، ملتان میں چلڈرن ہسپتال کا قیام، بہاولپور سے حاصل پور تک دورویہ سڑک، بہاولپور میں پہلے سولر پاور پراجیکٹ کا قیام، آبپاشی کے نظام کی بہتری کے لئے سلیمانکی بیراج اور پاکپتن کینال کی بحالی اور تعمیر نو، فورٹ منرو میں سیاحت کے فروغ کے لئے چیئر لفٹ اور واٹر سپلائی سکیم کا آغاز، بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ذیلی کیمپس کا قیام، فورٹ منرو اور تونسہ میں دانش سکولوں کا قیام، جام پور اور چولستان کے لئے special package۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مالی سال میں تقریباً 35۔ارب روپیہ پنجاب حکومت نہری نظام پر خرچ کرنے جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے جہاں پنجاب کے باقی حصوں کو فائدہ ہوگا وہاں سب سے زیادہ فائدہ انشاء اللہ جنوبی پنجاب کو ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کو وقت کے ساتھ ساتھ پانی کی کمی کا سامنا ہے۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے جو پانی کی اس کمی کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

جناب سپیکر! باتیں تو بہت ہیں جس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کئی گھنٹے چاہئیں۔ میرے باقی ساتھی انتظار کر رہے ہیں کہ انہیں ٹائم ملے تو میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے صرف آخر میں ایک فقرہ کہنا چاہوں گا کہ آج پاکستان گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے خلاف احتجاج کرنے والے یہ لوگ بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ (ن) جس جوش، جذبے اور محنت سے کام کر رہی ہے انشاء اللہ اگر اسے باقی چار سال محنت سے کام کرنے کے لئے مل گئے تو ان لوگوں کی باری کبھی نہیں آئے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی ٹیم اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جتنی عرق ریزی اور خوبصورتی سے انہوں نے پنجاب کے لئے جو نیا road map دیا ہے وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہم نے پہلی دفعہ ایک ہزار ارب روپے سے اوپر کا thrash roll achieve کیا ہے۔ میں اس بات پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصر بات کروں کیونکہ تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ جو وقت آپ مجھے allow کریں گے میں اسی کے اندر اپنی بات کو ختم کروں کیونکہ اور دوستوں نے بھی اپنی بات کرنی ہے۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے یہ بات کروں گا کہ اس دفعہ کا بجٹ ایک مختلف نوعیت کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ ایک strategic vision کے تحت دیا گیا ہے جس میں ہم نے aim کیا ہے کہ ہم آج سے چار سال کے بعد اپنے پنجاب اور پنجاب کی عوام کو کس معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس وقت ہمارا GDP یعنی ہماری growth 4.8 percent ہے۔ ہم چار سال کے بعد یہ aim کر رہے ہیں کہ ہماری growth 8 percent ہونی چاہئے جس کے لئے ہم نے ایک سال میں next year میں 5.5 percent کا target achieve کرنا ہے۔ اس وقت ہمارا GDP 14 trillion کے قریب ہے اور انشاء اللہ چار سال کے بعد یہ 22 trillion کے قریب پہنچ جائے گا۔ میں اس بات سے اختلاف کروں گا اور افسوس کا اظہار کروں گا کہ اپوزیشن نے بجٹ کو پڑھا ہی نہیں ہے اگر وہ اس کو پڑھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ یہ انتہائی غریب عوام دوست بجٹ ہے۔ اس پیمانے پر اس بجٹ کو plan کیا گیا ہے کہ ہمیں روزگار کے مواقع ملیں، ہم انشاء اللہ ہر سال 10 لاکھ لوگوں کو روزگار مہیا کریں گے اور چار سال کے بعد ہمارے پاس 40 لاکھ روزگار

کے مواقع پیدا ہوں گے۔ مجھے یہ بتائیں اور اس بجٹ میں غریب کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ یقیناً improvement کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن کا روّیہ اس بات کا مظہر ہے کہ ان کے پاس اس بجٹ پرcriticize کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے۔یہاں پر صرف اپوزیشن لیڈر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور باقی اپوزیشن غائب ہے، ان کے پاس کوئی پوائنٹ نہیں ہے جس پر وہ اعتراض اٹھا سکیں۔ میں جنوبی پنجاب کی طرف سے میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے مہربانی کی اور ہماری آبادی کے portion کو consideration میں نہیں لیا بلکہ انہوں نے ہمارے ہاں جو پسماندگی تھی اس کو بھی account for کیا ہے اور بجا طور پر جنوبی پنجاب اس بات کا متقاضی تھا کہ اس کے لئے صرف32 فیصد کی بجائے اس میں کم از کم 2,4,5 فیصد کا بتدریج اضافہ کیا جائے اور میں میاں محمد شہباز شریف سے توقع رکھتا ہوں کہ انہوں نے اس دفعہ ایک ایک فیصد جو کہ تقریباً3.5۔ارب روپے سے زیادہ بنتا ہے اور لگ بھگ 12 سے 14۔ارب روپے بنتا ہے وہ انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے حصے سے زیادہ ملے گا۔ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ آنے والے سالوں میں انشاء اللہ وہ اس کا proportion مزید بڑھائیں گے۔ہمارے جنوبی پنجاب میں اتنی زیادہ industrialization نہیں ہے۔ Overwhelming ہمارے لوگوں کے روزگار کا انحصار زراعت پر ہے اور زراعت کا تصور پانی کے بغیر نہیں ہے۔ میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ہم پر مہربانی فرمائی ہے۔ ہمارے irrigation system کو بہتر کرنے کے لئے انہوں نے50۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی ہے۔میں irrigation system کی tail پر موجود ہوں تو مجھے اس بات کا احساس ہے کہ پانی کے water courses پر کتنی تکلیف ہے۔ 35۔ارب روپے کے بجٹ سے ہمارا نہری نظام بہتر ہو گا، کھالے پکے ہوں گے اور ہمارے پاس پانی بہتر انداز میں پہنچے گا۔یہی وہ صورت ہے کہ اگر آپ زراعت کو adjust کریں گے تو آپ بے روزگاری کو adjust کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں الحمدللہ ترقی کا جال بچھایا جا رہا ہے خواہ وہ ہیلتھ یا ایجوکیشن کے حوالے سے ہو، ہمارے پاس اس وقت جتنے بھی boys and girls schools ہیں ان میں90 فیصد سے زائد missing facilities پوری کر دی گئی ہیں اور مزید جو رہ گئے ہیں ان کے لئے بھی مزید allocation کی گئی ہے۔ پنجاب میں ایجوکیشن کا جو بجٹ ہے اس میں پچھلے سال کے بجٹ کی نسبت تقریباً42 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔اسی طرح ہیلتھ میں بجٹ کو پچھلی دفعہ سے 37 فیصد مزید بڑھایا ہے۔یہ ہیں وہ انقلابی اقدامات جن کے ذریعے ہم نے اپنی ترقی کا جو معیار متعین کیا ہے اس میں کوئی ہلکی

specific policies نہیں ہیں بلکہ اس میں ہم نے اپنی achievement اور goal کو سامنے رکھا ہے کہ کس طرح ہم اپنے اس goal کو achieve کر سکتے ہیں۔ہم نے Millennium Developments Goals کی achievement کے لئے 2-ارب روپے مختص کئے ہیں۔ یہ ہے وہ broader vision جس کو لے کر ہم انشاء اللہ ترقی کے وہ راستے قائم کریں گے جن کو achieve کرنا میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبوں کے لئے بہت بڑی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! یہاں میں اگر پینے کے پانی کے منصوبوں کا ذکر نہ کروں تو بہت زیادتی ہو گی۔ پنجاب گورنمنٹ انتہائی تعریف کی مستحق ہے کہ اس نے لگ بھگ 23-ارب روپے drinking water اور water supply schemes کے حوالے سے پنجاب کے لئے رکھے ہیں۔ دیہی علاقوں میں جہاں پر پانی کی رسائی نہیں ہے اس کے لئے ایک صاف پانی کمپنی کا قیام عمل میں لائے ہیں جو کہ بالخصوص دیہات میں پینے کے پانی کے solutions کو adjust کرے گی۔اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں جن پر بات کی جا سکتی ہے لیکن میں اپنی تقریر اس بات پر ختم کرتے ہوئے وزیر خزانہ کے سامنے ایک مطالبہ رکھوں گا اور اس مطالبے کی تجدید کروں گا جو کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی کیا تھا کہ مہربانی فرمائیں ہمارا احمد پور شرقیہ 12 لاکھ لوگوں کی تحصیل ہے اور پنجاب میں آپ کو اس وقت کوئی ایسی تحصیل نہیں ملے گی جو یقیناً ضلعی ہیڈ کوارٹر stud ہوں گے لیکن تحصیل اس وقت کوئی ایسی نہیں ملے گی جس کی آبادی 12 لاکھ پر محیط ہو۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ وہ ہمیں ضلع بنانے کے لئے consider کرے اور اس کے لئے اقدامات کرے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمود قادر خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم (جناب محمود قادر خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کے اہم ممبر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو اس visionary budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کافی بھائیوں نے detail میں discussions کر لی ہیں اگر میں ان کو بار بار دہراؤں گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے، جنوبی پنجاب میں پہلے محرومیاں تھیں اور 32 فیصد آبادی کے حساب سے دو سال پہلے میاں صاحبان نے، قائد محترم نے 32 فیصد آبادی کے تناسب سے ہمارا بجٹ مقرر کیا تھا یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے لوگوں کو 119-ارب روپے 4 فیصد آبادی سے زیادہ ہمیں ہمارا حصہ دیا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اپوزیشن کے قائد یہاں پر موجود نہیں ہیں جنہوں نے اپنی تقریر میں ذکر

کیا جو کہ میں سن رہا تھا کہ یہ کوئی احسان نہیں ہے اگر وہ یہاں پر موجود ہوتے تو میں ان سے مؤدبانہ طور پر پوچھتا کہ پچھلے جو 10 سال گزرے ہیں، 20 سال گزرے ہیں یہ احسان پہلے تو کسی نے ہمارے اوپر نہیں کیا تھا، اگر آج میاں صاحبان نے، اس حکومت نے ہمارے حق سے بھی زیادہ ہمیں 4 فیصد دیا ہے تو پھر ہم ان کا شکریہ ادا نہ کریں تو اور کیا کریں؟

جناب سپیکر! دوسری میری ان سے گزارش تھی کیونکہ اس وقت اپوزیشن کا کوئی بھی بندہ یہاں موجود نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتے یا باہر ٹی وی پر سن رہے ہیں تو وہ ضرور سنیں کیونکہ انہوں نے پورے اس بجٹ میں ایک گھوڑا نکالا ہے کہ ہمارے قائد محترم نے ترکی کے بادشاہ کو ایک گھوڑا دیا جس کی قیمت تیس لاکھ روپے ہے۔ ان کو شاید یہ بھی پتا نہیں ہے کہ گھوڑے کی قیمت ایک کروڑ روپے بھی ہوتی ہے، دو کروڑ روپے بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ کبھی لاہور ریس کلب میں جائیں اور گھوڑے کی قیمت پوچھیں تو ان کو پتا چلے۔ ان ترک بھائیوں نے مظفر گڑھ میں ہمیں کروڑہا روپے کا ایک ہسپتال دیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے جس کا افتتاح 27۔ تاریخ کو ترک وزیر اعظم اور ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کر رہے ہیں اور اس ہسپتال کو اس بجٹ میں ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس ہسپتال کا شوکت خانم ہسپتال مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ ہی آغا خان ہسپتال کر سکتا ہے۔ یہ ہسپتال اس جگہ پر ہے جہاں ڈی جی خان، بلوچستان اور تمام دُور افتادہ علاقوں سے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس بادشاہ کو ایک گھوڑا دینا کوئی جرم نہیں ہے۔ ان سے میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اور بات ہے تو نکالیں۔ ترک بھائیوں نے زلزلے کے وقت اور سیلاب کے وقت ہماری کیا امداد کی، کیا یہ اُن کو یاد نہیں آتا؟ میرے ایک بھائی نے کہا کہ خادمِ اعلیٰ اُس وقت مینارِ پاکستان میں کیمپ لگایا کرتے تھے اور بالکل ہم لگایا کرتے تھے لیکن یہ لوگ اُس وقت سوئے ہوئے تھے۔ ایک سال کے اندر ہماری حکومت اور قائدین نے بیس ہزار میگاواٹ کے منصوبے شروع کئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت چائنا کی حکومت نے 32۔ ارب ڈالر کا قرضہ ساٹھ سال کے لئے ہمارے قائدین کے اوپر اعتماد کرتے ہوئے اور اس پاکستان کی عوام کو تحفے میں دیا ہے۔ ہمارے سعودی عرب کے بھائیوں نے اگر 1.5۔ ارب ڈالر کی امداد دی ہے جو غیر مشروط ہے تو ہمارے قائدین کی وجہ سے ہی دی ہے۔ جس وقت ہم نے کیمپ لگایا تھا تو اُس وقت یہ سوئے ہوئے تھے مگر ہم سوئے ہوئے نہیں ہیں۔ ایک سال کے عرصہ میں پنجاب کے اندر جتنے کام energy، صحت، تعلیم اور missing facilities پر شروع ہو چکے ہیں یہ نہیں کر سکتے بلکہ ہر سطح پر دن رات کام ہو رہا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں

آتی ہے کہ یہ سوئے ہوئے ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس ہوا جب قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ یہ بجٹ سیکرٹری صاحبان کا بنا ہوا ہے۔ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں لہذا انہوں نے ہماری توہین کی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اتوار والے دن بھی چھٹی نہیں ہوتی اور سیکرٹری صاحبان کو بھی چھٹی نہیں ہوتی۔ ایک ایک میٹنگ قائد محترم میاں صاحب خود لیتے ہیں۔ تمام issues پر سب کی رائے لینے کے بعد یہ ایک مصدقہ مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں رانا ثناء اللہ خان نے کہا کہ یہ ایک مصدقہ کتاب ہے جو چار سال کا روڈ میپ ہے۔ ہماری ٹیم نے ہمارے قائد محترم کے وژن کے مطابق یہ بجٹ بنایا ہے۔ میں اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ اگر اس بجٹ میں کوئی نقص ہے تو لے آئیں۔ یہ عوام دوست اور visionary بجٹ ہے جو پنجاب کے چار سال کے مسائل کو دیکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً میں قائد محترم خادمِ اعلیٰ پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے دورویہ سڑک کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے وفاق کو سمری بھیجی ہے جس کے بارے میں مجھے پتا چلا ہے کہ وہ وہاں سے منظور ہو گئی ہے۔ اسی فورم کے اوپر پچھلے سال میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی جس میں اس دورویہ سڑک کا بھی ذکر کیا تھا اور ساتھ ایک اور بھی ذکر کیا تھا۔ میں وزیر خزانہ اور رانا ثناء اللہ جو یہاں پر موجود ہیں اُن کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ہمارے دورویہ سڑک کا منصوبہ منظور ہو گیا ہے لیکن میرا ایک مطالبہ اور بھی تھا جو عوامی ہے کہ ہم سب مل کر میاں صاحب سے منت کریں کہ پچھلی اسمبلی بلڈنگ کے لئے پیسوں کا کچھ حصہ رکھ دیں کیونکہ مشینری گل سڑ رہی ہے لہذا اس بلڈنگ کو ہم اگلے دو تین سال میں مکمل کر لیں۔ ہماری یہ بلڈنگ بھی کسی نے بنائی تھی جو صرف 35 ممبران کے لئے تھی مگر آج ہم اس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آج پیچھے والی اسمبلی بلڈنگ بنا دیں گے تو کل آ کر وہاں کوئی اور بیٹھے گا لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ میری طرف سے میاں صاحب کو یہ اپیل ضرور پہنچائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ فورٹ منرو کے لئے خادم اعلیٰ صاحب نے 470 ملین کی چیئر لفٹ اور restoration of water supply کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ جہاں قائد اعظم سولر پارک، میڈیکل کالج کی upgradation اور بے شمار کام کئے ہیں اسی طرح hill torrents پر کبھی کام نہیں ہوا مگر پہلی دفعہ جنوبی پنجاب میں ہمارے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے hill torrents کے لئے اس حکومت نے پیسے دیئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے میں ہم ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ جہاں تک فورٹ منرو کی چیئر لفٹ اور restoration of water supply کا تعلق ہے وہاں میں وزیر خزانہ صاحب اور لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ

وہاں پر recognition activities اور tourist resorts کو محفوظ کرنے کے لئے BMP کے پاس کوئی stick بھی نہیں ہے۔ راجن پور کی BMP ہو یا ڈیرہ غازی خان کی ہو، مہربانی کر کے پہلے ان کو equipped کیا جائے۔ جب تک لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا تب تک کوئی سیاح وہاں نہیں جائے گا لہذا یہ پچاس کروڑ روپے کی رقم ضائع ہو جائے گی کیونکہ بہاولپور، رحیم یار خان، ملتان اور جنوبی پنجاب کے تمام لوگ جب وہاں گرمیوں میں جاتے ہیں تو واپسی پر لوگ ان کا سامان چوری کر لیتے ہیں۔ میری استدعا ہو گی کہ وہاں کی BMP کے لئے کچھ نہ کچھ پیسے رکھے جائیں کیونکہ ان کے پاس گاڑیاں ہیں، کوئی سواری ہے اور نہ ہی stick ہے لہذا اس کا بندوبست ضرور کیا جائے۔ میں اس کے ساتھ ہی خادمِ اعلیٰ صاحب کا بے حد مشکور ہوں اور اس ٹیم کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے جنوبی پنجاب کو پہلی دفعہ پہچانا ہے اور ہمارے حصے سے زیادہ ہمیں حصہ دیا ہے۔ جہاں لاہور اور راولپنڈی کو میٹرو بس دی وہاں ملتان کو بھی دی اور خصوصاً زراعت کے حوالے سے 10۔ارب روپے کی subsidy ڈی اے پی کھاد پر دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک ارب 87 کروڑ روپے کی لاگت سے بیس ہزار ٹیوب ویل بائیو گیس پر شفٹ ہو جائیں گے جو ایک اچھا اقدام ہے اور 50۔ارب روپے کی رقم سے irrigation rehabilitation جس کے اندر بیراج، ڈیم اور hill torrents کا نظام بھی شامل ہے۔ اس بجٹ میں کسی شعبے کو نہیں چھوڑا گیا لیکن اپوزیشن والوں کے پاس کوئی جواز نہیں ہے کہ ہمارے اوپر تنقید کریں۔ ابھی تین دن پڑے ہیں لہذا ان کو کھلے عام دعوت ہے کہ ہمارے اوپر جو اعتراض کرنا چاہیں وہ کریں، انشاء اللہ یہ عوام دوست اور visionary بجٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے 15-2014 کے اس شاندار بجٹ کو پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کے ساتھ ساتھ اس بجٹ کو پیش کرنے اور شاندار طریقے سے پڑھنے پر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں نیز ان کی سرکاری و غیر سرکاری ٹیم جنہوں نے یقیناً اس کے اندر محنت بھی کی اور اس بجٹ کو پیش کرنے میں اپنا حصہ ڈالا ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس اپوزیشن کو بھی سراہنا چاہتا ہوں جو یہاں پر موجود نہیں ہے۔ ایک ایسی بجٹ کتاب جس کو بار بار پڑھنے کے باوجود اپوزیشن لیڈر کو کوئی چیز تو نہیں ملی لیکن پھر بھی انہوں نے بطور اپوزیشن لیڈر سوا گھنٹہ کبھی گدھے پر تنقید کی، کبھی گھوڑے پر کی، کبھی کسی ہسپتال کا پنکھا خراب کرنے پر تنقید کی، کبھی دیوار گرنے پر تنقید کی یعنی سوا گھنٹہ انہوں نے

بطور اپوزیشن لیڈر بجٹ کتاب پر بات نہیں کی لیکن سوا گھنٹہ ضرور برباد کیا ہے اس پر میں ان کو ناکام کوشش کرنے پر سراہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اگر ہم اس بجٹ کتاب کا مطالعہ کریں تو اس میں حکومت پنجاب اور ہماری لیڈرشپ کی determination، عوام سے commitment اور ایک وژن کی جھلک نظر آتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ باقی تین صوبوں کا بجٹ بھی پیش ہوا لیکن اس سے بڑی جرأتمندی کی بات کیا ہوگی کہ آپ نے چار سال کے اندر آٹھ فیصد growth rate کو declare کر دیا اور اعلان کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی ترقی چاروں صوبوں کی ترقی ہے لیکن 65 فیصد آبادی کی نمائندگی کرنے والا یہ صوبہ اور یہ ایوان اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ ہم نے 65 فیصد کی آبادی والے صوبے میں پاکستان کی ترقی کے اندر 8 فیصد growth rate کا اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اعلان کر دیا ہے کہ ہم چار سال کے اندر انشاءاللہ یہ growth rate حاصل کریں گے اور پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔ اس بجٹ کے اندر اگر آپ غور کریں تو پر تعیش زندگی کے وہ elements جن سے پنجاب کے غریب آدمی کے اندر احساس محرومی پیدا ہوتا تھا ان کی بھی نفی کی گئی ہے۔ اس بجٹ کے اندر وہ آدمی جس کو دو مرلے کا گھر میسر نہیں لیکن اس کے سامنے آٹھ آٹھ اور سو سو کنالوں پر بڑے گھر جن کو سہولتیں بھی میسر تھیں مگر ان پر کوئی ٹیکس نہیں تھا اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا ان کی بھی نفی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر اگر ہم وزیراعلیٰ پنجاب کے وژن اور ان کی خواہش کو سامنے رکھیں تو وہ سختی کے ساتھ اس کی نفی کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں پر وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی جرأتمندی کا مظاہرہ کریں کیونکہ کروڑوں اور اربوں روپے کے گھروں پر تین چار لاکھ روپے کے ٹیکس ان کا کچھ نہیں بگاڑتے اس لئے اس کی تعداد کو بڑھانا چاہئے۔ اس کی taxation millions میں ہونی چاہئے اور اس کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ پنجاب کی شہری آبادیاں یعنی لاہور، راولپنڈی اور ملتان جیسے شہروں کے اندر ایک یا دو مرلے کا گھر بنانا غریب اور عام آدمی کی خواہش ہی رہ گئی ہے اور خواب بن گیا ہے لہذا سختی سے اس چیز کی نفی کی جائے اور جو اڑھائی، تین یا چار چار لاکھ روپے ٹیکس لگائے گئے ہیں اس کی بجائے millions کے اندر ٹیکس لگانے چاہئیں۔ اس کا مقصد صرف پیسے اکٹھا کرنا نہیں بلکہ بڑے گھروں کی نفی کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہوگی کہ ان ٹیکسوں کو بڑھایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک لگژری ٹیکس جو گاڑیوں پر لگایا گیا ہے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو کروڑ روپے اور چار چار کروڑ روپے کی گاڑیاں

رکھنے والوں کو اگر آپ 25ہزار یا 30ہزار روپے سال بعد ٹیکس ادا کرنے کا کہیں گے تو یہ ایک مذاق ہے۔ میری ایک درخواست وزیر خزانہ سے ہے کہ یہ ٹیکس بھی لاکھوں میں ہونا چاہئے۔ آپ پانچ ہزار روپے یا 25ہزار روپے رکھیں، جس نے چار کروڑ روپے کی، تین کروڑ روپے کی اور ڈیڑھ کروڑ روپے کی گاڑی رکھنی ہے، اسے یہ چیز matter نہیں کرتی۔ ہمارا ان تمام چیزوں پر ٹیکس لگانے کا بنیادی مقصد پیسے اکٹھے کرنا نہیں ہے بلکہ تمام اقدامات کی نفی کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ٹیکسوں کو revise کرنا چاہئے اور انہیں بڑھانا چاہئے لیکن یہ اقدام انتہائی احسن اور قابل تعریف ہے کہ پہلی دفعہ یہ سوچا گیا ہے کہ یہ خود نمائی کی جو روش سوسائٹی کے اندر چل نکلی ہے، ہمیں اس کی نفی کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ بڑی قابل غور اور بڑی اہم بات ہے کہ جب بھی بجٹ پیش کئے جاتے ہیں تو اس کے اندر یہ کہا جاتا ہے کہ عوام سے جو ٹیکس اکٹھا کرنا ہے، اسے کیسے بڑھایا جائے اور جب بھی اس کے طریق کار پر بحث ہوتی ہے تو طریق کار یہی ہوتا ہے کہ اس ٹیکس کو دگنا کر دیا جائے، اس ٹیکس کو بڑھا دیا جائے اور لوگوں سے اسے کیسے حاصل کیا جائے؟ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جسے حکومت نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ لوگوں پر ٹیکس کا بوجھ ڈالنے کی بجائے اپنے انتظامی ٹیکس collection کے نظام کو بہتر کیا جائے۔ یہ پہلی دفعہ اقرار کیا گیا ہے کہ بعض ڈیپارٹمنٹ کے اندر عملہ کی بد نظمی اور بد عنوانی کی وجہ سے وہ ٹیکس collection جو حکومت کو پہنچنی چاہئے یا ہونی چاہئے، اگر وہ ہو نہیں پاتی تو وہ محکمہ کے اندر سستی اور خرابی ہے جسے ہم نے دور کرنا ہے اور یہ بھی اس بجٹ کے اندر تسلیم کیا گیا ہے اور اسے ٹھیک کرنے کے اقدامات پر بحث کی گئی ہے جو کہ بڑا احسن اقدام ہے۔ اس بجٹ کے اندر ایک بات جو سب سے خوبصورت ہے اور یقیناً میں یہ سمجھتا ہوں کہ چار سال کے بعد اس صوبے کے رہنے والے لوگوں کو اس کا احساس ہوگا، پہلے بھی میرے دوستوں نے facts & figures پر بات کی ہے تو 40لاکھ لوگوں کو روزگار دینے کی بات کی گئی ہے یعنی 40لاکھ لوگوں کو روزگار دیا جائے گا، 20لاکھ لوگوں کو فنی تعلیم دی جائے گی اور 70لاکھ لوگوں کو خط غربت سے نکالنے کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اگر ہم یہ دیکھیں تو سوا کروڑ لوگ بنتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چار سالوں کے دوران اس خطے کے اندر یہ سب سے کامیاب مہم ہے کہ سوا کروڑ لوگوں کو غربت سے نکالا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ تمام بجٹ الفاظ نہیں بلکہ ایک جنون ہے۔ یہ جنون ہے ملتان کے اندر میٹرو بس چلانے کا، یہ جنون ہے راولپنڈی کے اندر میٹرو بس چلانے کا، یہ جنون ہے جنوبی پنجاب کو پاکستان کا بہترین علاقہ بنانے کا اور یہ جنون ہے اس پنجاب کو پاکستان کا کامیاب صوبہ بنانے کا جسے انشاء اللہ ہم بنا کر

دکھائیں گے۔Energy crisis سے بھی نمٹیں گے، کرپشن سے بھی نمٹیں گے، دہشت گردی سے بھی نمٹیں گے اور انشاءاللہ یہ پنجاب اور یہ ریاست اس خطے کے اندر ایک مثالی ریاست بنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔ جی، نذر حسین صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! کسی بھی ملک کا میزانیہ بناتے وقت اور ترتیب دیتے وقت اس ملک یا صوبے کے معروضی حالات کو مدنظر رکھنا انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آج ہمارا ملک پاکستان اور صوبہ پنجاب جن حالات سے گزر رہا ہے، ہمارے مشرقی محاذ پر ایک ملک جو کہ عددی اور عسکری لحاظ سے ہم پر برتری رکھتے ہوئے ایک خاص سوچ رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی محاذ پر عرصہ دراز سے جاری شورش کے اثرات ہمارے ملک میں آرہے ہیں جس کی بنیاد پر ہمارے ملک کے ہر شہر اور دیہات میں دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے جس سے نبردآزما ہونے کے لئے ہماری فوج آج حالت جنگ میں ہے۔ پنجاب کو آپ دیکھیں تو ہر جگہ لاء اینڈ آرڈر کی ایک عجیب صورتحال ہے تو ان تمام عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے ان حالات سے نبردآزما ہونے کے لئے ہماری حکومت نے قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی زیر قیادت ہمارے قابل احترام وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم نے جو بجٹ پیش کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ان کی کوشش نہایت قابل ستائش ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے اس کی تعلیم، صحت، زراعت اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتوں کی تعمیر و ترقی انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ اس بجٹ میں اگر آپ تعلیم کو ملاحظہ کریں تو کل 273۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جن میں ترقیاتی منصوبوں کے لئے 48۔ارب 31 کروڑ روپے، جس میں سکولز، کالجز اور سپیشل ایجوکیشن کے ادارے شامل ہیں۔ تعلیم کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی چیزیں ضروری ہیں، سب سے پہلے تو یہ تدارک کیا جا رہا ہے اور اس کا بندوبست کیا جا رہا ہے کہ ہمارے وہ بچے جو دیہاتوں یا شہروں کے ہیں، 100 فیصد وہ سکول کی طرف جائیں اور ان کی انرولمنٹ 100 فیصد کی جائے اور جب وہ سکول جائیں تو وہاں بہتر ماحول دینے کے لئے سکول میں missing facilities کی صورت میں چار دیواری ہو، چھت ہو، پینے کا پانی یا ٹائلٹس کا بندوبست کرنے کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ سکول میں تعلیم دینے والے اساتذہ پہلے میٹرک یا پی ٹی سی آتے تھے لیکن آج اللہ کے فضل و کرم سے بی اے، ایم اے اور بی ایڈ اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں اور جو سب سے اہم بات ہے کہ اساتذہ انتہائی

میرٹ اور شفاف طریقے سے بھرتی کئے جا رہے ہیں جو کہ اہلیت رکھتے ہیں اور بچوں کا مستقبل بہتر بنانے میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں مراعات اور تنخواہیں بھی اسی معیار پر دی جا رہی ہیں اور کسی پرائیویٹ سکول سے ان کی تنخواہیں کم نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ نہ صرف سکولوں میں بلکہ بتدریج یہی صورتحال کالجوں میں ہے کہ وہاں بھی missing facilities پوری کرتے ہوئے نئے کالجوں کا اجراء کیا جا رہا ہے اور کالجوں کے ساتھ ساتھ آج پنجاب میں یونیورسٹیوں کے اجراء کا بھی سلسلہ جاری ہے۔

جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تمام کالجوں میں آئی ٹی لیب، کمپیوٹر لیب مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر تحصیل میں نئے کالجز لازمی تعمیر کئے جا رہے ہیں بلکہ پرانے مرکز کی سطح پر کالج تعمیر ہو رہے ہیں اور رحیم یار خان، ساہیوال اور اوکاڑہ میں نئی یونیورسٹیاں تعمیر ہو رہی ہیں جبکہ لاہور میں 705 ایکڑ اراضی پر ایک نالج سٹی تعمیر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ جو کہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلتا ہوا سپورٹس کی طرف بھی جاتا ہے اور صوبہ پنجاب میں 32 نئے جمنیزیم تعمیر ہو رہے ہیں، 10 نئے سٹیڈیم بنیں گے، 13 کھیلوں کے نئے میدان تعمیر ہوں گے اور اس کے علاوہ راولپنڈی اور گوجرہ میں ہاکی کے کھلاڑیوں کے لئے آسٹرو ٹرف بھی 2- ارب روپے کی لاگت سے بچھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر! نیشنل ایجوکیشن اور اس کے علاوہ نئے ادارے اور اپ گریڈیشن کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو بھی فعال کیا جا رہا ہے۔ غریب بچوں کو بہتر تعلیم دینے کے لئے دانش سکولوں کا سلسلہ جاری ہے جس میں میلسی، لودھراں، جھنگ، تونسہ اور فورٹ منرو میں پانچ دانش سکول 2- ارب روپے کی مالیت سے تعمیر ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب اور اس کی پسماندگی کا بہت ذکر ہوتا تھا لیکن آج آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کل بجٹ کا 36 فیصد یعنی 119- ارب روپے صرف جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے رحیم یار خان میں خواجہ فرید یونیورسٹی اور شیخ زید میڈیکل کمپلیکس بھی تعمیر ہو رہا ہے۔ بہاولنگر میں میڈیکل کالج تعمیر ہو رہا ہے، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں اضافی سہولتیں دی جا رہی ہیں اور ایک ویٹرنری یونیورسٹی تعمیر ہو رہی ہے، بورے والا میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا کیمپس تعمیر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پنجاب کی سب سے آخری تحصیل جام پور جو کہ انتہائی پسماندہ گردانی جاتی تھی لیکن آج اس میں سڑک، حفاظتی بند، واٹر سپلائی سکیمیں جو شہری اور دیہاتی ہیں اور سیوریج سسٹم کے لئے 530 بلین روپے صرف ایک تحصیل کے لئے مختص کر کے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ backward علاقوں کو ہم ترجیح دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے سلسلے میں ملاحظہ فرمائیں کہ کھاد میں 5۔ارب روپے کی سبسڈی دی جا رہی ہے اور اس کے علاوہ زراعت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی بورے والا میں زرعی یونیورسٹی دیپالپور میں ایک سب کیمپس، اٹک میں پیر مہر علی شاہ بارانی یونیورسٹی کا سب کیمپس، 20ہزار ٹیوب ویلوں کو بائیو گیس پر منتقل کرنے کا ایک منصوبہ دیا جا رہا ہے۔ توانائی کے شعبے میں بہت بحث ہوتی ہے جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس کی ترقی کے لئے 31۔ارب روپے مختص کرتے ہوئے نندی پور پاور پراجیکٹ اور درآمدی کوئلے سے ساہیوال، جھنگ، قصور، مظفر گڑھ اور رحیم یار خان کے مقامات پر نئے پراجیکٹ لگانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک ہزار میگاواٹ کا پلانٹ قائداعظم سولر پارک جو کہ نجی شعبہ کے ذریعے بنایا جا رہا ہے اور اس کے علاوہ نہروں پر بھی تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ صاف پانی جو ابتدائی طور پر انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نذر حسین صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جی، مہربانی۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ یہ 13۔ جون 2014 کو جو ایک بجٹ دستاویز پیش کی گئی یہ صرف بجٹ دستاویز نہیں تھی بلکہ پنجاب کے عوام کے لئے چار سالہ روڈ میپ تھا جس کے لئے میں وزیر خزانہ، وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں یہ چار سال کے لئے بلکہ آئندہ دس سال کے لئے یہ روڈ میپ دیں گے۔ اس سے

پہلے آج تک جو سابق حکومتیں گزریں کسی نے بھی ایک سال سے ایک دن آگے کے لئے کوئی پلاننگ نہیں کی۔ یہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے چار سال کے لئے plan کیا اور میں دوبارہ گزارش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ انشاء اللہ یہ دس سال کے لئے road map دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ تنقید کرتے تھے Government of Punjab پر یا budget پر تو آج یہ ایوان گواہ ہے کہ آج اُن میں سے ایک بھی شخص یہاں پر موجود نہیں ہے۔ میرے خیال میں اور یہ حقیقت ہے کہ اُن کے پاس اس بجٹ پر تنقید کرنے کے لئے چند الفاظ بھی نہیں ہیں آج وہ واک آؤٹ کئے بغیر یہاں اس ایوان میں موجود نہیں ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے پاس کچھ نہیں ہے اور اگر وہ کل آجائیں تو شاید وہ کہیں سے چند جھوٹے الفاظ لے کر آجائیں آج تک اُن کے پاس اس بجٹ کے خلاف کچھ نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان میں جو تنقید کی گئی کہ یہ غریب کا بجٹ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بجٹ ہے جو غریب کے لئے ہے، غریب کی فلاح کے لئے اور کسی بھی غریب کے لئے کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ امیر آدمی پر اور اس کی گاڑی پر اور امیر آدمی کی پراپرٹی پر کچھ taxes بڑھائے گئے ہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جدید معاشرے میں جس طرح کہ یورپ انگلینڈ اور امریکہ میں ہے انہوں نے ترقی کی ایجوکیشن میں اور اُس کے بعد انہوں نے اپنی معیشت کو ترقی دی صرف اور صرف tax culture کو فروغ دیا آج ہمیں بھی tax culture کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ آج ہر شخص تنقید تو کرتا ہے اور اپنے منصوبے دیتا ہے لیکن کوئی شخص ٹیکس دینے کو تیار نہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر وہ شخص جو اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکول میں داخل کرواسکتا ہے، جو اپنے بچوں کو ہاسٹل میں داخل کرواسکتا ہے، جو اپنے بچوں کو قیمتی کتابیں لے کر دے سکتا ہے، جو ایک لاکھ روپے کی موٹر سائیکل لیتا ہے، جو چھ لاکھ روپے کی سوزوکی گاڑی لیتا ہے اور جس کے گھر میں air conditioner چلتا ہے اُس شخص کے اوپر فرض ہے کہ وہ گورنمنٹ کو ٹیکس دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہر روز direct tax گورنمنٹ کو ایک روپیہ بھی دینا شروع کر دے تو مہینے کے 30 روپے بنیں گے اور سال کے 365 روپے بنیں گے اور آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کتنے اربوں کھربوں روپے بنیں گے جو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع ہوں گے اس کے لئے ہمیں ٹیکس کلچر کو فروغ دینا ہوگا اس ایوان کے تمام ممبران کو بھی لوگوں کو motivate کرنا ہوگا کہ آپ اگر معاشرے کی ترقی چاہتے ہیں تو لوگوں کو tax net میں لے کر آئیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ گزارش کرنا

چاہوں گا کہ میڈیا میں اور یہاں بھی لوگ ٹیکس کے لئے بڑے لوگوں کے خلاف باتیں کرتے ہیں جو درست ہے۔ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق ٹیکس دینا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص ایک دن 600روپے کماتا ہے اور ایک ماہ کی تنخواہ اُس کی12,000روپے ہے تو کیا وہ گورنمنٹ کو ایک روپیہ روزانہ نہیں دے سکتا؟یورپ میں جدید معاشرے میں اگر کوئی شخص سال بھر فارغ رہتا ہے اور سال میں ایک دن چھ گھنٹے کام کرتا ہے تو وہ پہلے اُس کا ٹیکس deduct کرتا ہے پھر اُس کو payment ملتی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں ہمیں بھی ٹیکس کلچر کو فروغ دینا چاہئے اور ایسے نئے لوگوں کو tax net میں لانا چاہئے جو ٹیکس دینے کے قابل ہوں خواہ وہ ایک روپیہ ہی روزانہ ٹیکس دیں۔ایک گزارش کروں گا کہ جس طرح لوگوں نے point scoring کرنے کی خاطر یہاں پر بات کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind up کریں وقت ختم ہو گیا۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے تو ابھی دو منٹ ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی، آپ کو پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چلیں، میں مختصر کرتا ہوں اور میں گزارش کرتا ہوں جس طرح اس بجٹ میں 2۔ارب 16 کروڑ روپے خواتین کی ترقی کے لئے رکھے گئے ہیں اور 14۔ارب 97 کروڑ روپے agriculture کے لئے اور laser land leveller کے لئے رکھے گئے ہیں تو میں اس میں چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا کہ پنجاب میں صرف laser land leveller ہی ایک ایسا زرعی آئٹم نہیں ہے جس کے اوپر سبسڈی دی جائے اس میں بے شمار اور بھی زرعی آلات ہیں جن کے اوپر گورنمنٹ کو سبسڈی دینی چاہئے۔ایک اور میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے چند سالوں سے جو اربوں روپے کے laser land leveller دیئے جا رہے ہیں تو لاہور میں صرف پانچ فرموں کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے جبکہ ڈسکہ میں چار سو ایسے یونٹ ہیں جو زرعی آلات بناتے ہیں، فیصل آباد میں زرعی آلات بناتے ہیں میری اس ایوان سے دوبارہ گزارش ہے کہ سب لوگوں کو جو خاص طور پر ڈسکہ میں زرعی آلات بناتے ہیں دوبارہ اُن کے لئے prequalification کی جائے اور جو لوگ اس میں laser land leveller اور دیگر زرعی آلات گورنمنٹ کو subsidize rates پر دینا چاہتے ہیں اگر وہ competition میں آ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب یہ باتیں note کر لیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! low rates پر مقابلے کا رجحان پیدا ہوگا اور جو انہوں نے بہت سخت قسم کی پانچ فرموں کے لئے ایک ایسی چیز رکھی میری گزارش ہے کہ سب لوگوں کو اس میں بلایا جائے تاکہ عوام کو زرعی آلات سستے نرخوں پر مل سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، next ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور اُن کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا جامع، مربوط، متوازن اور عوام کی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ اپنی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور کریڈٹ بھی پنجاب حکومت کو جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑا بجٹ 2014 میں پیش کیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے پنجاب گورنمنٹ نے اس سے پہلے بھی serve کیا پچھلے پانچ سال جس کے نتیجے میں آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں اسی spirit اور اسی جذبہ کے ساتھ اگر پنجاب حکومت serve کرتی رہی تو انشاء اللہ اگلے پانچ سال بھی اور اُس سے اگلے پانچ سال بھی اپوزیشن کو یہاں پر آنے کا موقع نہیں ملے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں بہت ساری چیزوں پر بات کرنا چاہوں گی جس میں سب سے important میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک عام آدمی کا بجٹ ہے۔ ایک عام آدمی پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا صرف کوشش کی گئی ہے کہ وہ tax collection جو اس سے پہلے بہتر طریقے سے نہیں ہو رہی اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی جائے pilferage کو کم کیا جائے اور اپنے ریونیو کو بڑھایا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں میاں محمد شہباز شریف کا وژن بہت واضح ہے، بہت clear ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہم اسی وژن اور جذبہ کے ساتھ چلتے رہے تو انشاء اللہ میں سمجھتی ہوں، جب آپ کی نیت صاف ہو، جب آپ کے جذبے سچے ہوں اور جب آپ کے ارادے مستحکم ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آپ لوگوں کے ساتھ شامل حال ہوتی ہے اور کامیابی آپ لوگوں کا مقدر ٹھہرتی ہے میں سوچتی ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہم آگے چلتے رہے تو وہ وقت دور نہیں ہے جب اس بجٹ کی implementation سے ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی، ہمارے بے روزگار نوجوانوں کو نیا روزگار ملے گا، انشاء اللہ تعالیٰ ترقی اور خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ تقریباً چالیس فیصد بجٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ 121۔ارب روپے ہیلتھ کے لئے رکھے گئے اور 273۔ارب ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس دفعہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بہت خوبصورت اضافہ ہے جس میں نئی یونیورسٹیوں کا قیام، زرعی یونیورسٹی کا قیام، انجینئرنگ یونیورسٹیوں کا قیام اور خاص طور پر ہماری چار نئی خواتین یونیورسٹیاں اس بجٹ میں منظور کی گئیں۔ اس کے ساتھ نئے کالجوں کا قیام، نئے سکولوں کا قیام، دانش سکول کا قیام، لیپ ٹاپ سکیم، ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ، سکالرشپ سکیم اور بیش بہا سکیمیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ چیف منسٹر صاحب تعلیم دوست ہیں۔ میں یہاں پر یہ ضرور ذکر کروں گی کہ ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقے کے لئے بھی منظور کیا جائے۔ میں اس کے لئے بہت شکر گزار ہوں کہ میرے حلقے کی بچیوں کے لئے ایک گرلز ڈگری کالج منظور کیا گیا جس میں بچیاں جو بہت دور دور سے آتی تھیں، جن کو کالج تک پہنچنے اور واپس جانے میں تین تین چار چار گھنٹے لگتے تھے اب ان کو بہت ساری سہولت ملے گی اور دعائیں بھی ملیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اسی وژن سے جب ہم آگے چلیں گے تو انشاء اللہ اگلا الیکشن بھی ہمارے لئے آسانیوں کا باعث ہو گا۔ میں یہاں پر ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ جب یہ حکومت قیام پا رہی تھی تو اُس وقت سب سے بڑا مسئلہ انرجی کرائسز کا تھا۔ اس انرجی کرائسز کو ختم کرنے کے لئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ انہوں نے ہمت اور استقلال کے ساتھ pending منصوبوں نندی پور پاور پراجیکٹ پر کام کیا ہے اور قائداعظم سولر پارک انرجی منصوبوں پر بھی بہت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ وہ قائد جو گیارہ ماہ میں میٹرو بس چلا سکتے ہیں، وہ قائد جو پچھلے پانچ عرصے میں آٹھ کالج و یونیورسٹیاں بنا سکتے ہیں، وہ قائد جو 35 ہزار سے زیادہ LHVs کو بھرتی کر سکتے ہیں اور ان کو مستقل کر سکتے ہیں ہمیں اس قائد کے vision پر پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں جو mandate ملا ہے اس mandate کا احترام کرتے ہوئے وہ انرجی کرائسز کو ختم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک بات آخر میں ضرور کہوں گی کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے راستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امانت اللہ خان شادی خیل!

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ بجٹ 15-2014 ایک ہزار بلین کا بجٹ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی ہسٹری میں سب سے بڑا بجٹ ہے۔ خصوصی طور پر جو neglected areas تھے، چھوٹے اور دور دراز پسماندہ اضلاع تھے ان کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ اے ڈی پی میں جو پیسا رکھا گیا ہے یہ پہلی دفعہ ہسٹری میں جب سے اسمبلی بنی ہے، جب سے پاکستان بنا ہے اور ہمارے جیسے چھوٹے اضلاع کے لئے اتنی بڑی رقم کا ملنا بہت خوش آئند بات ہے اس کے لئے میں اپنے لیڈران کا دل سے انتہائی مشکور ہوں۔ جہاں تک سکیموں کا تعلق ہے تو آج تک اتنی بڑی سکیم ہمارے چھوٹے اضلاع میں نہیں ملی۔ باقی جس طرح تعلیم اور صحت کی بات ہے تو تعلیم اور صحت کے لئے بہت بڑی رقوم رکھی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارشات یہ ہیں کہ جو hard areas ہیں ان میں کم از کم پرائمری، مڈل یا میٹرک سطح کی تعلیم کو فروغ دیا جائے جہاں لوگ سکول کے لئے ترس رہے ہیں۔ ایک طرف تو نئی enrollment کی بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف merger کی بات ہو رہی ہے، خدارا یہ جو merger والا سسٹم ہے سکولوں کی merging کو hard areas میں بند کیا جائے کیونکہ وہاں پر پہلے سے ہی سکول کم ہیں۔ جو پرانے بنے ہوئے ہیں ہمیں کم از کم ان کو بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ چلانا چاہئے کیونکہ اساتذہ دور سے نہیں آسکتے اس لئے ان کی وہیں لوکل بھرتی ہونی چاہئے اور انہی لوگوں کو موقع دینا چاہئے تاکہ وہاں کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ میری گزارش ہے کہ ان سکولوں کو بند نہیں ہونا چاہئے۔ جہاں تک صحت کی بات کی ہے جتنے بھی BHUs ہیں آپ کے سامنے ہیں ان کو promote کرنا چاہئے اور وہاں سٹاف دینا چاہئے کیونکہ جب وہ چلیں گے تو لوگوں کو ریلیف ملے گا۔ آپ کے سامنے دور دراز علاقوں میں جہاں نیٹ ورک نہیں ہے، سڑکوں کا نیٹ ورک نہیں ہے، جہاں کا کمیونیکیشن سسٹم بہت کمزور ہے، جہاں لوگ سفر نہیں کر سکتے اگر وہاں پر سہولتیں نہیں ہوں گی تو motility rate بڑھے گا اور وہ اس وجہ سے بڑھ بھی رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ BHUs کو زیادہ سے زیادہ strong کیا جائے، ان کو equip کیا جائے، عملہ دیا جائے تاکہ وہ چلیں اور لوگوں کے لئے سہولتیں ملیں۔

جناب سپیکر! جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ اس دور میں جتنی foreign investment آ رہی ہے وہ صرف اعتماد کی بناء پر آ رہی ہے۔ ہمارے ملک سے foreign investment نکل گئی تھی

لیکن یہ واپس آ رہی ہے کیونکہ یہ ہماری لیڈر شپ کے اعتماد کی بات ہے کہ وہ ان کو دوبارہ واپس لا رہے ہیں۔ وہ investment جو billions of dollars میں ہے جب وہ اس ملک میں آئے گی تو اس ملک میں خوشحالی ہوگی، اس ملک کی inflation میں فرق پڑے گا، روزگار کے نئے مواقع ملیں گے اور مہنگائی بھی کم ہوگی۔ باقی آپ یہ دیکھیں کہ بجلی کے جو بڑے بڑے منصوبے آ رہے ہیں اور ان کو آنے بھی چاہئیں۔ اس میں ایک چیز زیر غور ہے کہ آج اس ملک کو نقصان کس چیز سے ہو رہا ہے؟ وہ مہنگی بجلی سے ہو رہا ہے اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جب بجلی سستی ہوگی اور عام ہوگی تو آپ کی انڈسٹری جس کی operation cost بڑھ رہی ہے یہ اس وقت کم ہو سکتی ہے جب آپ سستی بجلی فراہم کریں گے۔ آج GSP plus کی بات ہو رہی ہے۔ آپ GSP plus سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ جب تک آپ کی بجلی سستی نہیں ہوگی اور آپ 24 گھنٹے انڈسٹریوں کو بجلی نہیں دیں گے اس وقت تک آپ کبھی بھی GSP plus سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف agriculture sector میں ایسے علاقے بھی ہیں وہاں سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں پر نہری نظام نہیں ہے۔ وہاں پر ٹیوب ویل بجلی پر چل رہے ہیں یا پھر ڈیزل پر چل رہے ہیں۔ خدارا یہ دیکھیں کہ وہاں پر پانچ پانچ، چھ چھ سو فٹ کے نیچے ان کی ٹربائنیں لگی ہوئی ہیں، ان کا روزگار نہیں ہے اور وہ اس پر نہیں چل سکتے اس لئے مہربانی کریں اور میری یہ تجویز ہے کہ ایسے hard areas کے لئے ایک special package دیا جائے ان کے لئے جو فائدہ مند ہو اور وہ بھی اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: جناب سپیکر! میں دو منٹ لینا چاہوں گا۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کر دیں کیونکہ کافی سارے مقررین بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب امانت اللہ خان شادی خیل: جناب سپیکر! میں taxation کی بات کرنا چاہ رہا تھا آپ نے time short کر دیا۔ آج ہمارے اپوزیشن کے دوست نہیں ہیں اگر وہ بیٹھے ہوتے تو میں یہ کہتا کہ جو دھاندلی کا راگ الاپا جا رہا ہے۔ چیئرمین تحریک انصاف، میں اسی حلقے سے تعلق رکھتا ہوں، اس نے 2002 میں contest کیا اور 2013 میں contest کیا۔ آپ 2002 کا ریکارڈ اٹھا لیں اور ایک

independentادارہ بٹھادیں۔2002کے الیکشن کیscrutinyکرالیں اور 2013کے جنرل الیکشن کی بھیscrutinyکرالیں آپ کو واضح نظر آ جائے گا کہ دھاندلی کی پیداوار کون ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ پر اپنی کچھ proposals پیش کروں گا اور management issuesکوdiscussکروں گا۔ میرا پہلاpointسیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس ہے۔ اس میں جو بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں، ہمارے بے شمار دکاندار ایسے ہیں جنہوں نےduplicateرسید بکس رکھی ہوئی ہیں۔ وہ رسید جاری کرتے ہیں اور اس کی فوٹو کاپی نہیں رکھتے۔ عوام سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں لیکن وہ سرکاری خزانے میں جمع نہیں کروا رہے ہیں بلکہ یہbusiness communityکی جیبوں میں جا رہا ہے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اپنی books printکروائے اور ان کو handoverکرے، ان پر دستخط ہوں، ان کی مہر ہو تاکہ اس میں leakages نہ ہونے پائیں۔ اگر leakagesکوplugکیا جائے، اس کاproper controlکیا جائے تو میںensureکرتا ہوں کہ یہ recovery doubleہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا دوسراpointتوانائی کا بحران ہے۔ ہمارے ملک میں سب سے اہم ترین مسئلہ توانائی کا ہے۔ حکومت اس کے لئے بہت کوشش کر رہی ہے لیکن ایکaspect جس کو بجٹ میں touchتو کیا گیا ہے لیکن ایسا کوئی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہمارے بڑے شہروں میں کوڑا کرکٹ کی بہتات ہے۔ کوڑا کرکٹ سے منشاء گروپ آف انڈسٹریز کلر کہار میں سیمنٹ فیکٹری چلا رہے ہیں اور سارے شہر کو بجلیprovideکر رہے ہیں۔ یہeconomic source of energyہو گا اس لئے کوڑا کرکٹ کے ذریعے پروگرام کو مزید وسعت دی جائے اور اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پراجیکٹ عمل میں لائے جائیں۔ جو پرائیویٹ سیکٹر ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ ہو سکے تو منشاء گروپ آف انڈسٹریز کو بھی اس میں شامل کیا جائے کیونکہ precedent موجود ہے، ٹیکنیکل لوگ موجود ہیں، کوڑا کرکٹ کی بہتات ہے اور raw materialموجود ہے تو اس کو بھیutilizeکیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا ایک تیسرا اور بہت اہمpointہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ یہ بہت بڑا burning questionاور سماجیissueہے۔ ہمارے معاشرے میں سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب میں لوگوں کے چودہ چودہ بچے ہیں، ان کی جوان بیٹیاں ہیں لیکن ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ

اپنی بیٹیوں کی عزت و آبرو کے ساتھ شادیاں کر سکیں۔ ہم نے سوشل سیکٹر میں اس کے لئے کوئی پیسے نہیں رکھے۔ بیت المال پچاس ہزار روپے چند selected ladies کو دیتا ہے اور باقی ساری خواتین محروم رہ جاتی ہیں اس لئے میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس کو اور زیادہ launch کیا جائے اور کم از کم ایک لاکھ روپے ماہانہ ان عورتوں کو دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہر تحصیل میں کم از کم بیس ایسی خواتین کو چنا جائے اور ان کو ڈی سی او کے ذریعے کمیٹی بنا کر ان کو select کیا جائے اور شادی کے موقع پر یہ رقم مہیا کی جائے۔ آپ یہ رقم بیت المال فنڈز، زکوٰۃ فنڈز یا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے generate کر سکتے ہیں۔ Social sectors میں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ایک burning issue ہے آپ اس میں پرائیویٹ سیکٹر کو بھی involve کر کے اچھی خاصی progress کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا چوتھا point اریگیشن ہے۔ اریگیشن میں بجٹ دیا گیا ہے اور پوٹھوہار سیکٹر میں 200 چھوٹے ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ بہت سارے rain side areas ہیں، میں نارووال کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر لئی ندی، ڈیک نالہ اور بسنتر پر بہت اچھے ڈیم بن سکتے ہیں جو آبپاشی کے لئے بھی کام آ سکتے ہیں اور فلڈ کو بھی کنٹرول کریں گے۔ اس کے علاوہ نہروں کی lining کی جائے اور ان کو پکا بنایا جائے تاکہ وہاں پر seepage نہ ہو۔ ہمارے پنجاب میں 80 فیصد ایسے دیہات ہیں جہاں پر کھالوں کو پکا نہیں کیا گیا اور 50 فیصد پانی ضائع ہو رہا ہے اور کسانوں کو motivate کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ پختہ کھالوں کے لئے 80 فیصد contribution حکومت کرتی ہے اور 20 فیصد کاشتکار کرتے ہیں لیکن آج تک ان کو کوئی motivate نہیں کر سکا اس لئے میری حکومت سے گزارش ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی سی اوز کے ذریعے ان کھالوں کو پکا کیا جائے اور 20 فیصد contribution کو Arrears as of Land Revenue کے طور پر recover کیا جائے تاکہ ہمارے کاشتکار خوشحال ہو سکیں، لوگوں کو اس کا فائدہ ہو اور ملک بھی خوشحال ہو۔ ہماری بہت ساری زمین سیم اور تھور کی وجہ سے خراب ہو رہی ہے اس لئے حکومت ٹربائین لگائے اور drainage schemes بنائے تاکہ ہمیں seepage and water logging سے نجات مل سکے۔ حکومت بڑی نہروں کو پختہ کرے، ان کی lining کرے اور چھوٹے راجباہوں کی بھی lining کرے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن سیکٹر پر محترم اپوزیشن لیڈر نے بتایا تھا اور بات کسی حد تک درست ہے کہ بڑے شہروں میں ایجوکیشن پرائیویٹ سیکٹر کے اندر چلی گئی ہے، fly cover ہو چکی ہے، جگہ جگہ

mushroom کی طرح سکول کھل گئے ہیں اور ان کو کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہ من مانی فیسیں لے رہے ہیں، باہر کی ڈگریاں جاری کرنے کا پراپیگنڈہ بھی کر رہے ہیں، کوئی reorganization اور کوئی affiliation نہیں ہے۔ رہائشی ایریا میں بے شمار سکول کھل گئے ہیں اس لئے ان کو کنٹرول کرنے کے لئے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اسمبلی میں کوئی legislation لائے اور ان پر ٹوٹل کنٹرول ہونا چاہئے۔ بیرونی ممالک میں حکومتوں کا ان پر ٹوٹل کنٹرول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قریشی صاحب! بہت شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ، ان کی ساری ٹیم اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے 15-2014 کا بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ بجٹ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا ہے اور جس سوچ اور سمجھ کے مطابق یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے پہلا بڑا بجٹ ہے۔ اس میں ہر ڈیپارٹمنٹ اور عام انسانوں کی ضروریات زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ کو جس زور سے بجٹ تقریر کرنا پڑی اور دوسری طرف دھواں ہی دھواں تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کا بڑا کارنامہ ہے لیکن آج ہم بہت عجیب محسوس کر رہے تھے اور بڑے آرام سے ساری باتیں سن رہے تھے جب قائد حزب اختلاف اتنے بڑے زور سے بول رہے تھے۔ پتا نہیں ان کو کیا پریشانی تھی؟ یہاں پر جن منصوبوں کی بات ہوئی تو میں صرف ان میں سے دو تین منصوبوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں سب لوگوں نے اپنے اپنے دور میں اپنا اپنا کام کیا لیکن میٹرو بس کا منصوبہ پاکستان کی تاریخ میں میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح دن رات محنت کر کے اسے مکمل کیا یہ ایک تاریخی کام تھا اور یہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے لاہور میں جتنا ٹریفک کا رش تھا، کبھی آپ پچھلی صورتحال دیکھیں اور آج کی دیکھیں تو بہت فرق نظر آتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب آدمی عزت کے ساتھ سفر کر کے اپنی منزل تک پہنچتا ہے تو یہ انہی کا کارنامہ ہے۔ جب باقی شہروں کے لوگ اسے دیکھتے ہیں تو وہ بھی چاہتے ہیں کہ ملتان اور راولپنڈی میں بھی ایسا منصوبہ ہونا چاہئے۔ یہ ایک سہولت ہے اور یہ سہولت ہر ڈسٹرکٹ level پر بڑے شہروں میں دینی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس کارنامے کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ایگریکلچر کے لئے ڈی اے پی کی مد میں 5۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ کاشتکاروں کو support price دی جائے اور کہا گیا ہے مزید 5۔ارب روپے وفاقی حکومت سے لے کر دیئے جائیں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ایگریکلچر کو جتنا support کیا جائے کم ہے۔ اگر اس مد میں اور بھی پیسا رکھ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں بہت زیادہ آگے لے کر جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ڈی اے پی کھاد کی مد میں پیسے بڑھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، ایک اور issue جو دن بدن بڑھ رہا ہے وہ ٹیوب ویل کا ہے کیونکہ زمینداروں کو پانی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اگر ہم ان کے لئے سولر ٹیوب ویل کی مد میں فنڈز بڑھا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم مزید ترقی کی طرف جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کی مد میں جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ واقعی قابل تعریف ہیں اور ان کو بڑھا دیا گیا ہے۔ ہمارے گجرات میں بھی میڈیکل کالج بنایا گیا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو میں انہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی جو BHUs بنے ہوئے ہیں ان میں ڈاکٹرز نہیں ہیں، ہمیں میڈیکل کالجوں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اُن میں سٹاف پورا کرنے کے لئے بھی فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔ ہر یونین کونسل کے level پر جو ایک ہسپتال بنا ہے چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے وہاں پر ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہو گا تب ہی دیہات کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں طارق محمود صاحب! بہت شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دو گزارشات کر لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک گزارش کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! چلیں! ایک گزارش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں دو روڈ بنائے جا رہے ہیں (i) اتوال پل نہر کے ساتھ روڈ کا کام شروع ہے جس کو مکمل کرنے کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہے (ii) ڈنگہ سے چک نمبر 35 تک روڈ کا کام شروع ہے اسے مکمل کرنے کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہے تو میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کے لئے فنڈز رکھ دیئے جائیں تو یہ سڑکیں مکمل ہو جائیں گی اور میرے حلقے کے لوگ آپ کو دعائیں دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ آخری گزارش منسٹر صاحب کو کر دیجئے گا۔ چودھری یٰسین سوہل صاحب!

چودھری لیسین سوہل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو داد دیتا ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ کو چیختی چلاتی اپوزیشن جس نے اس دن ایوان کو مچھلی منڈی بنایا ہوا تھا اس میں پیش کیا تو یہ واقعی ان کی ہمت تھی تو میں اس پر انہیں سلیوٹ پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن واویلہ تو کرتی ہے، چیختی چلاتی تو ضرور ہے اور ایوان میں جھوٹ بھی بولتی ہے لیکن ان کے لئے اور ان کے لیڈر کے لئے میں ایک شعر کہنا چاہتا ہوں کہ:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جناب سپیکر! پنجاب میں انشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں آنے والے چار سالوں میں جو ہونے جا رہا ہے تو یہ اپوزیشن اسی طرح چیختی چلاتی رہے گی لیکن ہم نے جو منزل متعین کی ہے ہم اس منزل پر انشاء اللہ پہنچ جائیں گے اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے یہ کہا کہ پنجاب میں 38 فیصد بجٹ خرچ ہوا تھا، میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس کا موازنہ صوبہ خیبر پختونخوا سے کریں تو وہاں پر یہ 30 فیصد خرچ ہوا تھا، میں انہیں چیلنج کرتا ہوں اور وہ میری بات چیک کر لیں۔ یہ اپنی بات تو کرتے نہیں سارا نزلہ پنجاب پر آ کر گراتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ نے انہیں بھی موقع دیا ہے، پیپلز پارٹی کو بھی موقع دیا ہے بلکہ ساری جماعتوں کو موقع دیا ہے، اپنے اپنے صوبوں میں کام کریں۔ پنجاب میں ہم کام کر رہے ہیں وہ اپنے صوبوں میں کام کریں جب چار سال بعد اگلا الیکشن آئے گا اور جب ہم دوبارہ عوام کے پاس جائیں گے وہ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ کون پنجاب کا خیر خواہ ہے اور کون پاکستان کا خیر خواہ ہے؟ یہ فیصلہ آپ نے نہیں کرنا بلکہ پنجاب کی عوام نے کرنا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف پنجاب سے محبت کرتے ہیں بلکہ عشق کرتے ہیں۔ اس وقت پنجاب اسمبلی کے جتنے بھی ممبران ہیں ان کی تنخواہ غالباً 40 یا 42 ہزار روپے ہے لیکن خیبر پختونخوا میں ممبران کی تنخواہ ایک لاکھ 30 ہزار روپے ہے، یہ باتیں تو کرتے ہیں لیکن اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے، ہمیں اپنے گریبان میں بھی جھانکنا ہوگا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن جنہوں نے بجٹ پیش کیا ہے، یہ ایک بڑے حجم کا بجٹ ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی عار نہیں کہ اگر یہ بجٹ چار گنا بھی ہو جائے تو تب بھی حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ ہم نیک نیت نہیں ہوں گے، جب تک ہمارا ارادہ ٹھیک نہیں ہوگا، جب تک ہماری will نہیں ہوگی، جب تک ہم

مسائل زدہ پاکستان کو مسائل سے نکالنے کے لئے تگ و دو نہیں کریں گے، اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ مجھے ایک شاعر کا شعر یاد آ رہا ہے۔

یوں تو پتھر کی بھی تقدیر بدل جاتی ہے
شرط یہ ہے کہ اسے دل سے تراشا جائے

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میاں محمد شہباز شریف دل سے لگے ہوئے ہیں وہ پنجاب کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ اگر دانش سکول بناتے ہیں تو ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں کیونکہ ان کے اپنے بچے تو غیر ممالک میں پڑھتے ہیں، ایچی سن میں پڑھتے ہیں، اگر غریبوں کے لئے دانش سکول بنتا ہے تو انہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ لاہور میں میٹرو بس بنتی ہے تو یہ اسے جنگلا بس کا نام دیتے ہیں اور اب اسی بس میں یہ سفر کر رہے ہیں۔ میرے حلقہ میں فلائی اوور جس کا ابھی تھوڑے دن پہلے افتتاح ہوا ہے صرف 62دن میں یعنی دو مہینوں میں یہ فلائی اوور مکمل ہوا ہے۔ اتنا بڑا فلائی اوور اتنا بڑا پراجیکٹ بن جانا بھی ایک عجوبہ ہے، لوگ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اتنی جلدی یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔ آپ باہر چلے جائیں کسی بھی ملک میں چلے جائیں کسی بھی شہر میں چلے جائیں لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ برق رفتاری کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ ابھی پچھلے دنوں میں راولپنڈی گیا تو وہاں بھی میٹرو بس کا منصوبہ شروع تھا، وہاں بھی اتنی تیزی سے کام ہو رہا ہے جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری لیسین سوہل: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہنا چاہوں گا بلکہ وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت اگر اپنی سرکاری زمینیں حاصل کر لے جو بڑی بڑی سوسائٹیوں کے زیر استعمال ہیں، جیسے ڈی ایچ اے ہے، کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں، ان سوسائٹیوں کے اندر جتنی ہماری سرکاری زمینیں ہیں چاہے وہ نہروں کی صورت میں ہوں، چاہے کھالوں کی صورت میں ہوں جن پر ان لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں، گھر بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ان سوسائٹیوں سے حکومت پنجاب صرف اپنی زمین کے پیسے ہی وصول کر لے تو بہت بڑی بات ہو گی۔ ان زمینوں پر انہوں نے بڑے بڑے بنگلے بنائے ہوئے ہیں اگر اس کی قیمت ان سے وصول کر لی جائے تو اس سے پورا پنجاب خوشحال ہو سکتا ہے۔ یہ میری ایک تجویز ہے جس پر پنجاب حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں عرفان دولتانہ صاحب!

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ سب سے پہلے میں اپنے شیر پاکستان میاں محمد نواز شریف اور شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ایک بہترین بجٹ دیا اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے جتنی بہادری سے بجٹ پیش کیا اس پر میں انہیں داد دیتا ہوں کیونکہ اپوزیشن کا جو اس دن روّیہ تھا وہ تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی میچ میں بیٹھے ہوئے ہیں، عمران خان صاحب نے لگتا ہے ابھی تک کرکٹ کی روایات بدلی نہیں ہیں اور انہیں چاہئے کہ وہ سیاست کی نسبت کرکٹ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ ایک بار پھر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے 263 بلین روپے کے پراجیکٹس جنوبی پنجاب کو دیئے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 36 فیصد بنتا ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ بجٹ امیروں کا ہے؟ اس بجٹ میں گھروں کے ٹیکس پر valuation table revise کیا جا رہا ہے، پراپرٹی ٹیکس بڑھایا جا رہا، اسٹامپ ڈیوٹی 2 فیصد سے 3 فیصد کی جا رہی ہے، ٹیکسوں کی چوری پر پابندی لگائی جا رہی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ امیروں کا ہے یا غریبوں کا؟ اپوزیشن کو میرے خیال میں شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ایسے وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ موجود ہیں جن کے دل میں غریبوں کا درد ہے جنہوں نے پیلو کیب سکیم شروع کروائی، اس کے لئے بجٹ میں 25۔ ارب 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے 50 ہزار خاندان فائدہ اٹھائیں گے۔ کیا یہ پیلو کیب میں نے لینی ہے یا پارلیمنٹ میں بیٹھے لوگوں نے لینی ہے یا غریب لوگوں نے لینی ہے؟ اسی طرح اقلیتوں کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، عورتوں کے لئے پہلے ہم لندن میں سنتے تھے لیکن اب پاکستان میں پنجاب میں بھی ہاسٹلز اور ڈے کیئر سنٹرز شروع کروائے جا رہے ہیں، اس کے لئے میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ پٹواری مافیا سے بھی ہماری جان چھڑوا رہے ہیں، میاں محمد شہباز شریف کا وعدہ ہے کہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا اور اس پٹواری مافیا سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ کم از کم اجرت جو کہ پہلے 10 ہزار روپے مقرر تھی اس کو 12 ہزار روپے کر دیا گیا ہے، پرائیویٹ سیکٹر کے متعلق بھی میں request کروں گا کہ اس کو وہاں پر بھی implement کروایا جائے۔ رمضان شریف جو ابھی آنے والا ہے اس کے لئے بھی 5 بلین روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔ اسی طرح سیلز ٹیکس وغیرہ کو بھی enhance کیا گیا ہے۔ میرے پاس چونکہ وقت

کم ہے اس لئے میں اس کو cut down کرتا ہوں۔ ملتان میں ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں میٹرو بس کا پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے اور اسی طرح لاہور میں transit train یعنی میٹرو ٹرین شروع ہونے سے، ہم بھی اورنج ٹرین کے ملکوں میں شامل ہو جائیں گے کہ پاکستان میں لاہور کے اندر بھی یہ سہولت موجود ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لائیو سٹاک کے لئے بھی ایک بلین روپے رکھے گئے ہیں، اس کے علاوہ نہری نظام، کھاد کے لئے 10- ارب روپے کی سبسڈی رکھی گئی ہے جس میں سے 5- ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے اور 5- ارب روپے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے رکھے گئے ہیں۔ میاں شہباز شریف تیری کس کس چیز کا ہم شکریہ ادا کریں گے، پاپولیشن کے لئے 1.5 بلین روپے رکھے گئے ہیں، سالڈ ویسٹ یعنی گندگی ختم کرنے کے لئے ساؤتھ پنجاب میں پراجیکٹس شروع کروائے جا رہے ہیں، اسی طرح پینے کے صاف پانی کے لئے پراجیکٹس شروع کروائے جا رہے ہیں۔ ہیلتھ کے سلسلے میں 86 بلین سے بڑھا کر 121 بلین روپے کر دیئے گئے ہیں، اسی طرح انشورنس کارڈ سکیم شروع کروائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں 42 فیصد increase کر دی گئی ہے، ایجوکیشن سیکٹر کو اگر دیکھا جائے تو missing facilities، نئے کالجز، ایک لاکھ لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے، اس کے علاوہ کمپیوٹر لیب کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں، ٹیچرز ٹریننگ کے لئے بھی پیسے مختص کئے گئے ہیں، ڈیجٹل لائبریریز اور اپ گریڈیشن آف سکولز، دانش سکول یعنی اس حکومت نے ایجوکیشن کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہماری حکومت پر تو یہ تنقید کرتے ہیں ان کی حکومت نے خیبر پختونخوا میں کیا کیا ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ کے ٹھیکیدار ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو ہمت دے جو بہتر سے بہتر طریقے سے ہیلتھ اور ایجوکیشن سیکٹر میں کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح فرانزک لیبارٹریز کا باقی اضلاع میں قیام عمل میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس وقت سب سے بڑا issue بجلی کا بحران ہے اس کو ختم کرنے کے لئے قائداعظم سولر پارک کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس سے ایک ہزار میگاواٹ سولر انرجی حاصل کی جائے گی اسی طرح ہائیڈل، تھرمل، بائیو گیس یعنی ہر چیز کے لئے چیف منسٹر صاحب، پرائم منسٹر صاحب دن رات لگے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے پوری امید ہے کہ آنے والے چار سالوں میں ہم

انرجی سیکٹر کو بہتر سے بہتر کر لیں گے۔ ترکی، سعودی عرب، یو ایس اے، یورپ ہر ملک کا پنجاب اور پاکستان کے حکمرانوں پر اعتماد ایک اچھا indicator ہے۔ 1.5 بلین ڈالر سعودی عرب نے دیئے ہیں، اسی طرح ترکی نے مظفر گڑھ کے اندر دانش سکول کا ہاسٹل دیا ہے۔

جناب سپیکر! پولیس کی بہتری کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اللہ تعالیٰ ہمت دے کہ آپ ساؤتھ پنجاب اور پنجاب کے دوسرے تمام علاقوں کے لئے بھرپور توجہ دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں عرفان دولتانہ: جناب سپیکر! آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حلقہ لڈن جس سے میرا تعلق ہے، اس کے متعلق میں request کروں گا کہ وہاں پر Hepatitis اور سیوریج سسٹم کا بہت problem ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے اندر 10 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ منصوبہ اگر آپ شروع کریں گے تو وہاں پر پچاس ساٹھ ہزار کی آبادی ہے وہ ساری اس سے cover ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! تخمینہ 15-2014 کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کے ممبران اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں اس تخمینہ کے بنانے پر وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم اور خادم اعلیٰ پنجاب، قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جس عرق ریزی، جس محنت اور جس لگن سے بیرونی، ملکی اور بالخصوص پنجاب کے حالات کے پیش نظر انہوں نے یہ تخمینہ پیش کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کوئی بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بجٹ پیش کرتے وقت قائد حزب اختلاف اور ان کے متوسلین نے جس طرح کا مظاہرہ کیا یہ ایوان اس مظاہرے کا متحمل نہیں تھا لیکن ان کے شور کے اندر وزیر خزانہ نے جس جذبہ اور محبت کے ساتھ بجٹ پیش کیا ان کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں سید سلامت جالندھری فرماتے ہیں کہ:

ان سنگ دل بتوں کی عادت نہیں بدلتی
سیرت بدل بھی جائے صورت نہیں بدلتی

جناب سپیکر! ادھر ہمارے وزیر خزانہ نے جس انداز سے بجٹ پیش کیا ہے ان کے متعلق میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف جن کے نہ صرف پنجاب نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے لوگ معترف ہو چکے ہیں وہ قلندرانہ صفات کے حامل ہیں، وہ جس اچھے کام کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں جیسے قلندر کے منہ سے جو بات نکلتی ہے وہ پورا کر کے دکھاتا ہے اسی طرح پنجاب کے جو سربراہ ہیں وہ پنجاب کے عوام کے لئے جو بات منہ سے نکالتے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے وہ پورا کر کے دکھاتے ہیں چونکہ قلندر کی صفت ہی یہی ہے۔

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی ستارا تو زمین پر نہیں گرتا
دریا تو سمندر میں گرا کرتے ہیں ہر دم
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا
ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے قائد حزب اختلاف بجٹ پر جو ناقدانہ تقریر کر رہے تھے ان کی تنقید سے، ان کی زبان سے یہ پتا چل رہا تھا کہ ان کی زبان اور دل میں رفاقت نہیں ہے، ٹھہراؤ پیدا ہو رہا تھا زبان و دل میں رفاقت نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ ان کے الفاظ اٹک رہے تھے۔ انہیں تنقید کرنے کا کوئی پہلو نظر نہیں آ رہا تھا اور کیسے نظر آتا اس لئے کہ یہ بجٹ تعلیم کے لحاظ سے، زراعت کے لحاظ سے، مزدوروں کے لحاظ سے، پنجاب کی عوام کے لحاظ سے بلکہ ہر طرح سے خوش آئند بجٹ ہے اس لئے انہیں تنقید کا پہلو نظر نہیں آیا لیکن انہوں نے تنقید کرنی تھی تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

اے چشم تر شعلہ زن تو ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میں صرف ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میرا حلقہ پی پی-133 شکر گڑھ دیہات پر مشتمل ہے، گندم اور چاول کی فصل میں ایک نامور علاقہ تصور ہوتا ہے۔ اب شکر گڑھ میں اتنا بہترین چاول پیدا ہو رہا ہے کہ اس سے زر مبادلہ کمایا جا رہا ہے لیکن زمینداروں کو اپنی اجناس منڈی تک پہنچانے کے لئے سڑکیں نہیں ہیں، راستے نہیں ہیں اس لئے آڑھتی ان کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر انہیں پوری قیمت نہیں دیتے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ قائد پنجاب سے ہمارے لئے سڑکوں کا کوئی package لے کر دے دیں تاکہ زمیندار بہتر طریقے سے سڑکیں استعمال کر سکیں اور ان کا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی اجناس منڈیوں تک پہنچا کر فائدہ اٹھا سکیں۔ میں جاتے جاتے حزب اختلاف سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہم کہ عریاں بہت ہیں تماشا نہ بن اپنی ضد چھوڑ دے
میں تجھے اوڑھ لوں تو مجھے اوڑھ لے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری اشرف علی انصاری!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العالمین، الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پنجاب کی تاریخ کے سب سے بڑے اور بہترین بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ جن کی بھرپور دلچسپی کی وجہ سے آج ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اللہ نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا ہے کہ ہم نے پنجاب کے عوام کو تاریخ کا سب سے بڑا اور بہترین بجٹ دے دیا ہے۔ جب ہم بڑے اور بہترین بجٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ محض ایک اتفاق یا ایک حادثہ نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے بہت لمبی محنت کی داستان ہے، ایک سوچ کارفرما ہے۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس ملک کے اندر سے اندھیروں کو ختم کرنے کا خواب دیکھا۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس پنجاب کے اندر سے، اس ملک کے اندر سے زراعت کو پیلا ہونے سے بچانے کا خواب دیکھا۔ یہ وہی سوچ ہے جس نے اس ملک کی فیکٹری، اس ملک کی صنعت، اس ملک کا کارخانہ جو انرجی بحران کی وجہ سے بند ہو چکا تھا اس فیکٹری، اس کارخانے اور اس

صنعت کو دوبارہ چلانے کا خواب دیکھا تھا۔ جب ہم اس سوچ کی بات کرتے ہیں تو پھر ایک شخصیت کا نام آتا ہے اور وہ شخصیت میرے اور آپ کے قائد میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ میری اور آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا تعلق اسی پارٹی سے ہے جس کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انرجی کے بحران نے اس ملک اور قوم کو پوری طرح سے جکڑ لیا تھا، زراعت پیلی ہو رہی تھی، فیکٹری اور کارخانے بند ہو رہے تھے اور روزگار کے مواقع میسر نہیں آ رہے تھے تو یہ قوم جو بڑی تیزی کے ساتھ ترقی اور خوشحالی کی جانب گامزن تھی energy crisis کی وجہ سے یہ ترقی اور خوشحالی کی منزل پر پوری توانائی کے ساتھ آگے نہ بڑھ سکی لیکن جیسے ہی میرے قائد اقتدار میں آئے تو سب سے پہلے انہوں نے اس بات کا ادراک کیا اور energy crisis پر focus کیا اور یہی وجہ ہے کہ نندی پور پاور پراجیکٹ جس کے بارے میں گزشتہ حکومت نے کہا تھا کہ ہم اسے 2008 میں شروع کریں گے اور 2011 میں مکمل کر دیں گے۔ وہ مکمل تو کیا لیکن اسے شروع بھی نہ کر سکے لیکن میرے قائد جو حقیقی معنوں میں ملک اور قوم کی خدمت کا ازم لے کر میدان عمل میں نکلے تھے انہوں نے اس مردے کو قبر سے نکالا اور سات ماہ کے قلیل عرصہ میں نندی پور پاور پلانٹ کو functional کر کے ثابت کر دیا کہ اگر ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ ہو تو وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ جس طرح انرجی بحران ختم ہو رہا ہے، انرجی مل رہی ہے، بجلی مل رہی ہے تو زراعت ایک دفعہ پھر سرسبز اور شاداب ہو رہی ہے، فیکٹری اور صنعت چل رہی ہے، انقلاب آ رہا ہے، ترقی اور خوشحالی آ رہی ہے اور ہماری قوم حقیقی معنوں میں ایک بار پھر ترقی و خوشحالی کی موٹروے پر گامزن ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر خزانہ نے کہا کہ آئندہ چار برسوں میں ہم چالیس لاکھ نئے روزگار کے مواقع اس قوم کو دینے جا رہے ہیں۔ یہ صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ انرجی کا بحران ختم ہونے جا رہا ہے۔ ہم نے اس نوجوان نسل کو روزگار کے مواقع مہیا کرنے ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو فنی تعلیم سے بھی روشناس کرایا جائے اور انہیں ووکیشنل ٹریننگ دی جائے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں بیس لاکھ نوجوانوں کو فنی تعلیم دینے کے پروگرام کا اعلان کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک اور قوم کی نوجوان نسل کے ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا ثبوت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وقت ختم ہو چکا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں اختصار کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنی تقریر کو جلد ہی ختم کر دوں گا۔ جنوبی پنجاب کے لئے 119۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور پاکستان

کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے۔ میں اس بات کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ ترکی کی حکومت نے وہاں پر ایک ہسپتال اور دانش سکول بنا کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک اعزاز کی بات ہے کیونکہ ترکی کی حکومت نے وہاں پر ہسپتال اور دانش سکول بنا کر دانش سکولوں کو international level پر recognized کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بجٹ نوجوان، بوڑھے، بچے، کسان، مزدور، سرکاری ملازم، اور پوری پاکستانی قوم کا ہے۔ انشاء اللہ یہ بجٹ ہمیں ترقی اور خوشحالی کی طرف لے کر جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ رانا منور حسین!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وما ارسلنک الا رحمت للعالمین۔ الصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبی والمرسلین۔ جناب سپیکر! میں قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو سلام پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ جنہوں نے بڑی دلیرانہ بجٹ تقریر کی ہے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان کی ٹیم نے دن رات محنت کر کے پنجاب کو ایک بھاری بھرکم اور عوامی امنگوں سے بھرپور بجٹ دیا ہے۔ ایک ہزار ارب روپے سے زائد کا بجٹ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ایوان میں بے جا تنقید کرنا اور ایوان کا وقت ضائع کرنا تو بڑی آسان بات ہے لیکن قوم کی تقدیر کو بدلنے کے لئے ایک سوچ دینا اور ایک راستہ دکھانا بہت بڑی بات ہے۔ یہ بہت بڑا عظیم کارنامہ ہے جو کہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب نے سرانجام دیا ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے 36 فیصد ترقیاتی بجٹ جنوبی پنجاب کے عوام کو دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا عظیم کارنامہ کبھی بھی کسی وفاقی یا صوبائی حکومت نے سرانجام نہیں دیا ہوگا۔ پنجاب کے عوام کی غربت ختم کرنے کے لئے نوجوانوں کو فنی تربیت دینے کی خاطر ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے لئے بہت بڑی نیکی ہے جو کہ اس حکومت نے سرانجام دی ہے۔

جناب سپیکر! ہینڈی کرافٹ پنجاب کی ایک اہم صنعت ہے جس کی بنیاد میرے حلقہ سلانوالی میں رکھی گئی تھی۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد جو لوگ وہاں سے آئے تو انہوں نے یہاں آکر ہینڈی کرافٹ کا کام شروع کیا۔ یہ گھریلو صنعت اس وقت پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کر رہی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ پنجاب کے اس عوام دوست بجٹ میں سلانوالی کی

ہینڈی کرافٹ صنعت کو فروغ دینے کے لئے International Wooden Handicraft Expo Centre کے قیام کے لئے رقم مختص کی جائے۔انشاء اللہ اس سے پاکستان کا نام مزید روشن ہوگا اور یہ صنعت زیادہ ترقی کرے گی۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے 86-ارب 88کروڑ روپے کی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔پہلے ہی ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں مریضوں کو مفت ادویات اور treatment ملتی ہے۔میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ بنیادی مراکز صحت کے نظام کو بہتر کیا جائے، وہاں پر زیادہ سے زیادہ ادویات کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور ڈاکٹر تعینات کئے جائیں۔اسی طرح دوسرے ضروری آلات بھی تمام بنیادی مراکز صحت میں مہیا کئے جائیں۔اس بجٹ میں ریسکیو-1122 کا دائرہ کار ضلع سے تحصیل تک بڑھایا جارہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اہم کارنامہ ہے اور پنجاب کے عوام کے ساتھ دوستی کا اہم ثبوت ہے۔میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جہاں پر آپ نے دوسری دُور دراز اور پسماندہ تحصیلوں کو اس پروگرام میں شامل کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ضلع سرگودھا کی ایک پسماندہ تحصیل سلانوالی کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔اس تحصیل سے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے الیکشن لڑا تھا اور الحمد للہ ایک لاکھ کی lead سے کامیابی حاصل کی تھی۔میں یہ درخواست کروں گا کہ تحصیل سلانوالی میں بھی ریسکیو-1122 کی سہولت ضرور میسر کی جائے۔

جناب سپیکر! شعبہ تعلیم کے لئے اس بجٹ میں 92-ارب 65کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ سکولوں، کالجوں اور missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اس سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب واک آؤٹ کر گئے تھے۔میں امجد علی جاوید صاحب سے کہوں گا کہ انہیں منا کر ایوان میں واپس لائیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پچھلے سال پنجاب حکومت نے بچیوں کے سکولوں کی missing facilities کو پورا کیا ہے۔میں گزارش کروں گا کہ اگر بچیوں کے سکولوں میں کوئی missing facilities رہ گئی ہیں تو اس بجٹ میں ان کو پورا کرنے کے لئے رقم رکھی جائے اور اسی طرح بچوں کے سکولوں میں بھی missing facilities provide کی جائیں۔ان سکولوں میں فرنیچر، پینے کا پانی مہیا کیا جائے اور عمارتیں وغیرہ مکمل کی جائیں تاکہ بچے آسانی سے وہاں پر تعلیم حاصل کر سکیں۔قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ enrollment سو فیصد ہونی چاہئے تو

وہ اسی صورت میں ہو گی جب ان تمام سکولوں میں missing facilities پوری ہو جائیں گی۔ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میری تحصیل سلانوالی میں ایک قصبہ شاہ نک در بہت دُور دراز علاقے میں ہے۔یہ قصبہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر سے ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔وہاں پر بچوں اور بچیوں کے لئے ایک ایک کالج کی منظوری دی جائے۔واٹر سپلائی کے لئے Operation and Maintenance Wing کا قیام ازحد ضروری ہے تاکہ water supply schemes کا system بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! محکمہ لائیو سٹاک، محکمہ معدنیات اور کان کنی کو promote کرنے کی ضرورت ہے۔اس سے حکومت پنجاب کو بہت زیادہ آمدن حاصل ہو سکتی ہے لہذا اس کو promote کرنے کے لئے مزید بہتر اقدامات کئے جائیں۔محکمہ انہار کا سسٹم بہتر کرنے کی خاطر اس بجٹ میں مختلف پراجیکٹس کے تحت ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ minors کی lining اور زراعت کے projects کے لئے جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ خوش آئند ہیں۔محکمہ زراعت کے field staff کی حاضری کو ensure کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ایک خصوصی ٹاسک فورس تشکیل دی جائے تاکہ field staff زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ educate and facilitate کر سکے۔

جناب سپیکر! ییلو کیب سکیم بہت خوش آئند ہے۔ماضی میں ہماری حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم دی تھی اگر اس سکیم کو زیادہ بہتر اور مربوط کر لیا جائے تو اس سے پنجاب کی عوام کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا اور صوبے میں گرین انقلاب آئے گا۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ 17۔جون 2014 صبح 10-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔